

مجموعه کلمات شریفه آیت شاه ولی الله

نام کتاب: البحر المحیط فی تنزیة المعز والمزل - ۹

دارالعلوم ایضاً ۲۳۱۲

محقق: شیخ ابوالحسن محمد حسن صاحب دیوبند

مقام اشاعت و تالیف: سادّه حوره ضلع انباله

ذی وی ای شهر

مجموعه صفحات: ۹۲
استخفا: محمد جنید رهنوی ۲۲ شعبان ۱۳۳۱ هـ

بسم الله الرحمن الرحیم
الحمد لله رب العالمین
والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله

وآلهم صلوا على محمد وآله
وآلهم صلوا على محمد وآله

البحر المحیط

فی تنزیة المعز والمزل

المعز والمزل

البحر المحیط فی تنزیة المعز والمزل
محقق: شیخ ابوالحسن محمد حسن صاحب دیوبند

طبع فی المطبعه البیضاء فی دیوبند
وتمت

حسن الفتى

[illegible]

ہر ایک کے لئے ایک کتاب ہے اور ہر ایک کی طرف سے ایک کتاب ہے۔
 ہر ایک کے لئے ایک کتاب ہے اور ہر ایک کی طرف سے ایک کتاب ہے۔

محمود بیگ نے تاج پور کی قیادت لکھنؤ کے ضلع ہارن پور کے ضلع میں

[illegible]

ہوا ہے کہ جنکو نہ علوم و معنی کی ریاضت نہ تقویٰ نہ طہارت نہ اعمال صالحہ کی طرف توجہ ہو نہ وقت بلکہ بعض
 ایسے کتب کا نام ظاہری و صورت بھی بحالت شریعت ایسے حضرت عالم باعمل شفی و صالح پر ہوتا ہے اعلیٰ
 ہے کہ وہ ارتقا و پیشو ایسے جانیں اور علما و شریعت اور متبعان سنت بالکل طریقہ اہل سنت بلکہ
 اسلام ہی سے خارج کمال ہیں کیونکہ انہوں نے خدا و اسد الاحرار فیہ المذہب السائد را شاہ و راجع علیہ السلام
 ہے اولاً القوم الساجد حق کیوں اسد الناس بالذین انکم بن اللہ پیشین کوئی حضرت سید الانس
 و الجنان ہے **شعر** پر ہی انہیں خوش و دلور کرشمہ تازیہ لبہ سخت جان رحیمت کہ انجیل ہوا بھی ہے
 دیکھے دینی سعدی بنہ ہم من عالم شہیل فاضل جلیل بنوہ علماء راستی کا جیہا بھی اسرار علیہ السلام
 الحاق مولوی محمد اسماعیل شہید رحمت اللہ علیہ علی بابہ اللہام ہے کہ جنکے علماء و علما اعلیٰ و اعلیٰ
 ہو سکیں ہر صفت انہیں تسلیم کرتا ہے حتیٰ وہ مخالفین کہ جنکی طبع میں انصاف ہے وہ بھی اذکر علم
 عمل و تقویٰ و بنداری کو مانتے ہیں اعتراف کر کے ہیں تو یہ کہ ہیں کہ مولوی اسماعیل صاحب
 قدس و ذوالجلال کو حقیت غیر مطابق الواقع کے انعقاد پر قیاد و سلاستے ہیں اور انہیں حضرت انس
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تحت قدرت اجرو متعال داخل کرتے ہیں یا حضرت فخر عالم کو خالق کائنات
 کے زیر بندہ مادی و مجبور مثل دیگر مخلوق کے خیال کرتے ہیں یا یہی آدم کو آپ کے مائل فی الخلق
 بناتے ہیں جبکہ ظاہر ہے ہوا کہ اوکا علم و عمل میں عہد ہونا تو مسلمہ مگر قطعاً کسی قسم کے اقوال کی نسبت
 ملاوہ و تعلو نہ جاسکتے ہیں گو یہ اعتراف بھی اہل فہم و انصاف کے سلسلے میں اجعل الالباب لیاء
 ان بذا الشیء عجیب سے زیادہ وقت نہیں رہتے جب اپنے زمانہ میں امور خرب و بدعت کا رواج
 زیادہ ہو گیا تو مولانا محمود نے بمقتضای زمانہ دین چہا نکلسا ہو سکا زبان سے نصیحت فرمائی اور
 تحریر بھی کی تو بیت الہی چنانچہ رسالہ تقویۃ الایمان بھی لکھا جس میں انہوں نے خصوصاً عہد بدعت
 سے اس کے ساتھ مخاطبین توحید کو بھی طرح بیان فرمایا اور قدرت حق تعالیٰ شانہ کو بل فی آدم و نوح
 پر ثابت کر کے اہل شرک و بدعت کو انکے خیالات بالحد کی خرابی پر مطلع فرمایا کہ سب ارشاد و فیصل
 و بدعتی پر کثرت ایمان اور کئی وجہ سے بہت سے لوگوں کو ہدایت و نجات عطا فرمادیا ہے ہوا کی
 ساتھ ان حضرات نے کہ جنکے غلو بہت میں غرض بدعت حکم کہا جاتے اسکے کہ اس تحریر حق سے بدعت
 حاصل کرتے اور انکے قدرت و الامور و معنی کی تعلیم و تفسیر پر کربانہ ہیں اور اس کام کے گروہ و انکار

میں منحصر تھا اول تو وہ اشخاص کہ جو بہت کم اختراع فی الدین ہوں ایک قصہ اور توحی و دعوت کمال
 مبادات بکثرت تھیں مثلاً بدایوں کہ انہیں کے متعلقین انوقتہ ایمان کے پاس کئے کو بھی داخل
 انہوں نے کثرت بکثرت میں دو سکر وہ صاحب کہ جنکو علوم و معنی میں جہارت تھی اور متعلق و فلسفہ و سائنس وغیرہ
 اوکے تمام علم کی تکمالی تھی سو یہ دونوں فرقے مخالفین پر لاوہ ہوئے اہل عقول نے مسئلہ امکان
 نظریہ میں اپنے جوہر دکھلائے اور فریق اول نے اپنی اپنی جہالت کے موافق اور امور پرچہ مثل انہوں نے
 سالقد بیان و رازی کی چنانچہ مولوی فضل حق صاحب نے ابطال امکان نظریہ میں ایک تحریر کی جن
 پر خود نظریہ نبوی کا تسلیم والی ثابت کیا اور کیا جواب مولانا شہید رحیم نے تحریر فرمایا اور جنکو مولوی
 فضل حق صاحب نے اپنی تحریر میں اثبات انصاف نظریہ کی دلیل میں ایک واقعہ پر کذب باریکی بحث
 بھی مسطر اور اس قصہ بیان کی تھی اس کے جواب میں حضرت مولانا اسماعیل صاحب نے اسکا جواب
 فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ کو جو غیر مطابق الواقع کے اصدار پر فی انصاف قدرت ہے کہ وہ جو حکمت اس نظریہ
 اصدار محال ہے چنانچہ وہ عبارت معقول مولوی فضل حق صاحب کتب نقل کرتا ہوں تو کہ
 وہ ہو محال لہذا نقص القصص علیہ تعالیٰ محال اقوال اگر مراد از محال متمنع لذت است کہ تحت قدرت
 الہیہ اعلیٰ نیست پس لا مسلم کہ کذب مذکور محال بھی منظور باشد یہ حقہ قضیہ غیر مطابق الواقع و القای
 آن بر ملائکہ و انبیاء خارج از قدرت الہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرت الہیہ از قدرت ربانی یا
 یہ حقہ قضیہ غیر مطابق الواقع و القای آن بر مخاطبین و قدرت الشرا و القوا السامی است کہ کذب مذکور
 اسے متعلق حکمت و است پس متمنع بالخیال است و بعد اذ ہم کذب را از کلمات حضرت حق جان
 ہمیشہ رند و اور اجل شائد بان مدح میکنند بخلاف آخر میں وہاں کہ ایشان سے بعد کذب مدح میکنند
 و ہر ظاہر است کہ حضرت کمال زمین است کہ شیعہ قدرت پر تکلم بکلام کاذب میں بدعت و بدعتیہ است
 محضت و عقلمندانے حکمت بصرہ از تنویر کذب تکلم بکلام کاذب یا غی نہایت ان شخص مدح و مدح
 بسبب عیب کذب و انصاف کمال حدیثی بخلاف کذب کہ لسان ادب و ادب شدہ باشد و عظمیٰ کلام
 کاذب بھی تو اندک و یا شیعہ کہ ہر کلام صادق و کلام کاذب مدح و مدح و مدح و مدح کہ ارادہ تکلم بکلام
 کاذب نہایت آوارہ و بدعتیہ و بدعتیہ زبان ادب و ادب و مدح و مدح و مدح و مدح کہ ارادہ تکلم بکلام
 میکنند دیکھ کہ یہ حقہ قضیہ یا حق صادق و ریا کرست و اصل پر کذب حق تعالیٰ کے دیگر قدرت میرا اور

وہاں تک کہ ان کے لئے وصو و شہادہ کیلئے شخصائے مذکورین کے عقلا و اقبال میں نیست و بطلان کا حکم ہو گیا۔
 کاتب رہا میں حبیب اللہ صاحب و سربراہ من الملوثات بہ الزمات علیہ است و جابر محمد از حکم بکلام
 کاتب ایچگونہ الزمات و مبالغہ نیست یا صیح آن بسیار ادا و است از وجہ اول انجمن ایچ
 حضرات محفلوں میں جملہ اہل بدع نے ایسا شور مچایا کہ خدا کی پناہ مسئلہ انکاں نقلیہ پر توکل شروع
 ہوا تھا جو اس مسئلہ کی وجہ سے ولانا رحمۃ اللہ علیہ اور انکے اتباع کی دونوں طرف سے ٹوٹ ل ہو کر
 تیسرے و تفسیل کر کے موجب کفارہ مسیئات ہوئے بعض صاحبوں نے جان بوجہ کہ بوجہ تعصب
 و قلت ریاست اور بعض نے بوجہ قلت فہم و غلبہ جہالت مسئلہ مذکورہ کو ایسے الفاظ سے نیچے سے
 تعمیر کرنا شروع کیا کہ خواہ مخواہ موجب مغرور و شورش ہوا کہ یہ خدا کی قدرت ہے کہ مولانا اسماعیل
 راستہ کو کا فر و خارج الزام سے ہٹا دیں ہوں جنہوں نے علاوہ اور گسالات و بیانی کی ہدایتہ شائق
 عیون کی اور انکے کلمہ السیدین جان دین سے بھی دریغ نہ کیا اور کمال ایمانی و طریقہ سنت
 اور نحو العیب جو ایک مبلغ بہت اہمک فی البدعہ اور محض دنیا طلبی ہو جن حضرات نے ہزاروں
 کو دام شرک و بدعت سے بچا کر صراط مستقیم پر لایا وہ طریقہ ہمام و سنت و مشروع کلماتین اور
 جو صاحب اولیاء اللہ و صالحان کے کا فر و گمراہ بنائے میں شب و روز مصاشی ہوں وہ کچھ مسلمان
 اور شیخ شریعت و سنت کے ہمارے ساک و ولیک حضرت عبدالعزیز عمر کا وہ جملہ خواہ وہوں نے
 حضرت عبدالعزیز بن زبیر کی شہادت کے بعد فرمایا تھا جبکہ حجاج نے اونکو قتل کیا تھا اور زبان سے
 انکے حبیب گوی و نقیض کرتا تھا یا داتا گاہ امامہ عبداللہ لایا تھا شریک امامت سورونی روایت لایا
 تیرا جملہ حبیب ان دونوں فرقہ کی زبانہ ازہری و بارہ تکفیر صاحب نقویہ الایمان زیادہ ہوتی
 اور نصیحت رسال کی لایا آئی تو اسوقت مولوی حمید علی صاحب وغیرہ علماء نے حضرت
 مولانا محمد اسماعیل کی طرف سے مخالفین کو جو ابد سے اور اختلاف حق اور دفع بہتان مخالفین
 پر گہرا لادھی پہنچا دی اور رسالہ مطبوع بھی ہو چکے ہیں کچھ عرصہ کے بعد کچھ فتنہ فرو ہوا اور یہ شور
 و غلبہ کمزور ہو گیا تا مضافین کے مکتوب میں مولانا اسماعیل اور انکے اتباع کی عداوت ایسی
 واضح ہو گئی کہ انکی تکفیر اور زبردستی کا مثل اہل شیخ ضروریات ایمانی میں گنا جاتا ہے اور
 یا قصوں میں نہ لایا تھا نہ ہی ہو گیا ہے سبحان اللہ تمام تمامہ ان حضرت شاہ صاحب

اربع حضرات علامہ کمال عالمی کے تقویٰ اور علمی میں بھی حسب المثال اور بے نظیر ہوں مولانا
 موصوف کی اس خرابی مطلع ہوں بلکہ سب اہل علم و عمل کے عاج ہوں اور ان کے فوائد
 پر مطلع ہوں تو کون غلام و صلحا کے بدل ہوں اور وہ حضرات کہ جنگ اور علوم و دینی کی وجہ سے
 سودہ خانی کے طرف متوجہ ہوئی ہویت بھی نہ آئی ہو یا جلدی میں نہ شوگر ہو گیا تھا اس میں
 قریب صد ہزارین ملت و جمیع غلام مولوی عبدالحامد صاحب اپوری نے جو کہ ایک مدت سے بریل
 میں شیخ الہی بخش مرحوم کے مکان پر بریل تعلیم اطفال فقیر مرید اور ابتدائے عمر سے بدعات کیوں
 راخسہ میں دیکھا تو قتلہ مسائل مبتدعین جمع کر کے ایک سالہ سیدہ اور اساتذہ کرام میں بڑے
 کر کے طبع کر اگر پھر پرانے قصہ کو دیا جائے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عقید بدعات میں سب
 موجب ترویج و مستحبات و باعث ترقی درجات میں غلو بالمدین و ایک بدعات سے منع کی غرض
 ثواب اور ان کے منکرین پر رد و خطاب کیا کہلا اوکین موجود ہے رخ چہ دلاور است و دیگر کہنت
 چراغ دار وہ اور علامت شریعت و صلحا و امت میں کسکلت ہا بحیث کو بھی نشانہ طعن ہوا است
 بنایا ہے مشروح رسالہ ہی میں نقالین امکان کوئی اور بنا یہ سہرہ کائنات علیہ السلام کے
 تجزیہ میں اخوت پر جو جمع حدیث میں موجود ہے اور ترکی ایک رکعت پڑھنے والو پر سخت الفاظ کے
 ساتھ طعن کیا ہے نیز اور وہی پورا مارنا ہے جو مولف مذکور کے حالت کے لئے گزرتا ہے ایک رکعت
 پڑھنے والو پر جس کے باوجود احادیث صحاح و دیلمین اور بعض حضرات صحابہ مثل عبدالمدرین و عبد
 بن عباس وغیرہما اور بعض ائمہ مثل امام شافعی و امام احمد و حنفیہ و حنفی المدینہ کا وہ مذہب ہے
 زیادہ تازی کرنا مولف مذکور ہی کا حسب یہ کہ قصہ ہے کہ علامہ حنفیہ رحمہم اللہ کا یہ مذہب ہے اور
 دلائل کے صورت نظر اس میں سے ایک دو شعر پر بعض زمین کر سکتا مولف مذکور کو اگر مسائل و اجتہاد کی
 حقیقت معلوم ہوتی تو ایسا کبھی نہ کرتے موجب مولف مذکور نے اپنے رسالہ میں علماء اہل سنت پر اس قدر
 زیادہ اڑی کی تو اس کی ترویج میں براہین قاطعہ بنایا مولوی طویل از صاحب سلمہ المدینہ اور بنا
 مولانا مولوی محمد یعقوب صاحب حماد علیہ السلام کی طرف سے طبع ہو کر شہرہ رومی یا جو ویکہ انوار
 میں بدعات فقیر و رسوم شیعہ کیوں مولف مذکور نے مستحب مستحسن کہا ہے اور نہ تاہم ہر باطل سے
 ملامت ہے مگر میں جانتا ہوں کہ کسی عالم و دانشور نے اسکا ابطال تفصیل کیا حالانکہ یہ عقیدہ میں کو

اور مولوی قزاقی نے ملکہ مثل بلای ہویدان و بیدان مولانا اسماعیل صاحب پر بیان و تالیف اور مولوی قزاقی
 ابن بنت کا تمام لکھا شروع کیا و بعد اس کے تھان فرق اگر ہو تو کسی ہی جگہ لکھ لیا مقبول ہے تو غلہ
 امکان کذب کی نسبت زور دیا کی اور متعین دین و ہوا سے اس سبب فرمایا کہ اپنی اپنی حق پرستی
 اور مسائل میں بھی کثرت کو رکھے اپنی اپنی اہانت ظاہر فرمائی اس اختلاف کو دیکھ کر وہی اختلاف سابق
 بعینہ پیش نظر ہو گیا اور متعین فرقوں نے اپنے اپنے آباء و اجداد کی سنت پر سن العاقل سے پورا
 پورا عمل کیا و نہ خلیل **شعر** کا کہ انی مانی ایدہ فکل فعال حکم عجیب ہے البتہ اس اختلاف
 میں یہ بات اور زیادہ ہوئی کہ بعض وہ شخص اس ہوا نظر مولانا اسماعیل صاحب کے معتقد اور ان کے
 ذیل میں شمار ہوتے تھے کوئی کو جو نہ تھے استغنیٰ بنکے حسب ارشاد کار صدق خاص کے در ملک و ان
 غلویت نشین کہ بنا چاہے اور کوئی شامت مقبول وغیرہ کے سبب جنگ حسب اقوال ہر کان و کثرت
 بے پر لکھ زور دے انگین بچنا چاہے حق صریح کو چھوڑ کر عقلی بدایوں اور علماء مقبول کی طرقت
 ڈال گئے اللہ ہی اعوذ بک من انھو بعد اللہ اکثر من اس قسم مردہ کو مولوی عبد السمیع صاحب نے
 پھر زندہ کر کے کلام میں بچایا اور غرض یہی تھی کہ علماء سے دین مثل مولوی محمد اسماعیل صاحب رحم
 وغیرہ و عوام سیر الولی کرین مگر وہی قسمت سے بہت سے عقلی عالم بھی ان کے ساتھ ہو کر اس قسم
 کے تمام مکمل ہو گئے چنانچہ مولوی احمد حسن صاحب نجابی مدرس مدرسہ فقہ ابان کا پورے سال
 مسودہ مسمیٰ بترتیب الرحمن البطل امکان کذب میں زور خود کے ساتھ تصنیف فرما کر فوراً بچ کر آیا
 پر چند مولوی صاحب ممدوں نے انصاف کا خون کر کے اور لحاظ و ادب اکابر و دین پر سخا کا ساتھ
 صاف کر کے بیدار و مولوی محمد اسماعیل مغفور اور دیگر علماء و مملکت کے ہم مقید وین کو بچھڑنے ہی فرقہ
 منالہ فرما دیے دین داخل ہو گیا فتویٰ دیا ہے اور یہ امر واقع میں تدبیر کیا جاسے تو عقلاً و نقلاً ہر طرح
 شش و قبیح ہے مگر وہ سب و تیرا جو سارا مذکورہ کے بعض مقررین اور مدرسہ احمد آباد کے مدرس
 مذکور نے اکابر دین کی شان میں تمام کیا ہے اور سکو دیکھ کر تو یہاں مولوی احمد حسن کا شکر و
 کرشمہ دل جانتا ہے اور محبت اللہ پر اولین نباش زبانیہ کرتا ہے اور صاحبوں نے تو اختلاف اب
 اہل علم پر لوگوں کی بدگونی نہیں وہ زبان و دہازی کی ہے کہ تیرا گویدوں کا شاگرد بنیق کہنے کو چاہیں
 اور امن آخر ذہ الامت اولیہ کا مصداق ہے تو غلط نہیں کیا تا شامت کہ وہ علماء و دین متعین سنت

اور نہ تھان مولانا اسماعیل صاحب نے الیہ نقاشا سمیت اسلامی مسجد لکھو اس کا جواب پورا تفصیل آج
 صبح صبح شب کیا صاحب مولوی قزاقی نے لکھا کہ صاحب کا شاگرد و مرید ایسا معتقد کوئی وجہ سے
 خواہ خواہ و کئی حمایت کے ساتھ و رخ کوئی پر کر باندھے جدا اپنے نزدیک ہی بچ کر بچھڑے کہ
 اس باب تمام لکھی رہد دعوت و دین الیہ سارا لکھتے خیال کے موافق جنگ شائع نہیں ہوا مگر
 آخر میں ہے الیہ لکھتے انصاف پر کہ تصدیق و تائید کے عوض اس کی مخالفت پر کر باندھیں اور چاروں طرف
 طرقت و تحولات نے اپنی اپنی ایقت کے موافق اعتراضات پیش کئے ایک خط مولوی تدبیرا
 خان صاحب مدرس مدرسہ احمد آباد کو بچھڑا ہے حضرت محمد و علماء و اطلاع الفضل از سب شریعت و فخر طرقت
 مولانا اسماعیل خان صاحب الحاج شاہ امداد الدہا پر صبح اللہ المسلمین علیہ وسلم و قول بقائیک کی خدمت عالی
 میں بچھا اور متعین چھ اعتراضات بنیبت براہین قاطعہ و حق تھے و جیسے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معتزل
 صاحب کی بے تعلبی اور تعصب کا نتیجہ ہے نہ جنگ و محض اہتمام پر کر باندھی ہے اور معتقدانہ سوال
 انصاف العلم اپنی ایقت سب پر ظاہر کی ہے چنانچہ اس کا جواب حضرت سید اللہ تعالیٰ نے محمد اللہ و اگر
 دیکھے پاس میں پید یا تھا اور مولوی عبد السمیع صاحب مولانا سارا لکھتے بھی انہیں پر لے آخر انصاف
 کو تھوڑے سے فرق سے منتخب کر کے معتقدین کے ولوں میں اتفاق کیا اور قدرت تمام ہندوستان میں
 اس کا شور برپا ہوا چنانچہ ریاست بہار و دین بعض علماء اس قسم کو سپاہ یا اور چکر خانیہ مولوی
 قزاقی و محمد صاحب اسی ریاست میں دران علی تھے اسلئے ان سے چھیر چھیر کی فوج و فوجی طاقت
 ریاست کی طرف سے مجلس سنا ظہر و معتقد ہوئی اور تحریر و تقریر کی لوبت آئی معیر کو گندہ و شریک جگہ
 ان سے متعلق ہو کر مولوی غلام دستگیر کو اہل حق کے پاس لے گئے مگر دین کو کت
 لکھن جو بعدہ ان کے حامیوں کو بھی تھوڑا سا اوشانی پڑی مولوی عبد السمیع اور ان کی ہوا خواہ اس
 قصہ کو جس بیان کرین چونکہ ان حضرات کے دین کی بنا اعتراض و امداد ہر سہ اسلئے بیان بھی
 اسی طرقت سے اختصار کے ساتھ بیان کیا **شعر** و مولانا قزاقی و شیعہ لکھتے ہمہ فہل فی وحدی
 تو یہ ہمہ ہاں ہی ہے یہ قصہ ایک قول مولوی احمد حسن کا ذکر اسلئے لکھا گیا مطلب یہ ہے کہ سب
 اہل حق و ایمان یہ قصہ سنا اور سنا و مذکورہ کی وجہ سے انھوں نے و تیرا تو مثل راہ مولانا مولوی
 محمد اسماعیل صاحب کے ایسا بھی ہو گا کہ میان مقبول اس خلاف میں ہی اہل بدعت کے حامی ہوتے

[illegible]

کیا ہے جب بوجہ احادیث معلوم ہو کہ ان لوگوں نے حق گوئی کی ہے وہ اصل میں ان
 صاحبوں نے خود اپنے آپ کو اور اپنے بزرگوں کو برا بھلا کہا ہے تو اسے کبھی ہرگز تسلیم
 اور ہم سے بچنے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان صاحبوں کا بوجہ نہ تھا نہ عیبت یا سبب کسی کلمہ
 کے اچھے بزرگوں کو بھی سبب شتم کرنا کہ وہ چاہتا تھا کہ اسلام کو خود انجام دینا تھا ہے رحمت میں
 تھا کہ عالم میں اسکی تدبیر لطیف موافق ارشاد حضرت یحییٰ عکالی کر اور ان کے بزرگوں کی تائید کرو
 اور اس طریقہ سے اپنے بزرگوں کو برا بھلا تو نہ تو شخص اپنے اکابر کی نسبت کلمات توہین سے
 سے بچتا ہے وہ اور ان کے بزرگوں پر تو جو اس خود سے کسی بدیہ تصنیع نہیں کر سکتا وہ ہمارے
 جنگو کچھ سبب ہوتی ہے وہ بھی ایسا نہیں کرتے مصلحتاً عن الافاضل تو جو لوگ ایسے ہوں کہ اپنے
 بزرگوں کی نسبت بھی کلمات ناشائستہ سے استہساب نہ کریں بلکہ ان پر اس جہاں ہے اسے معلوم ہوں
 سوالوں نے اگر اور ان کو اور ان کے بزرگوں کو کچھ کہہ دیا تو کوئی کیا عقلمند کہہ سکتے ہوں کچھ
 ان کے تعرض و شکایت نہیں اس کے سوا حضرت عثمان بن ثابت کا وہ قول جاری ہوں نے اسے
 موقع پر فرمایا ہے ہاں ہی انھی کے لئے کافی ہے **شعر** اتجودہ دست لیکفہ و فشرکنا لہ لہ لہ
 میر جم السعد اقبال ایسا کہ البتہ اسکی اس حرکت کی بھی اگر کوئی شکایت ہے تو مولوی احمد حسن صاحب
 مولف حضرت مولانا سے ہے کیونکہ مولوی صاحب موصوف اول و شیعہ و عظیم دوسرے حضرات اکابر
 حالات سے واقف ہیں حضرت طریقہ سے مضاف کہ حضرت مولانا صاحب دہلوی سے حضرت زکریا علیہ السلام
 مولوی صاحب کو ملازمت کی تو بہت آئی مرید ثانی بین برس روزیہ کچھ زیادہ جناب عالمی صاحب سلمہ
 کی خدمت میں بیضیاب رہے اور نہایت کر اس سے پیش ہوا تا مولوی محمد قاسم صاحب کمالیہ کے
 ہاتھ پر رحمت کی قطی اور مولوی احمد حسن صاحب نے ان سبب عنقرات کی نسبت اعلیٰ درجہ کا افسار
 عقیدت واقع مقدمہ میں کیا یا وہ خود ان امور کے تحت تھیں کہ مولوی صاحب موصوف اپنے مددگار
 کی نسبت ایسے خرافات و لغویات کے نقل مہوں اور اپنے رسالہ کا فیصلہ سکونابین صاحب النکاح اسکی نسبت
 اظہار کراہت اقرامین جن لوگوں کا بددینا بانی تھا ہے اور بزرگان دین سے عیبت سے اور جو اشعار
 اگر ایسا کریں تو چند مان تجب نہیں تعجب اوں معذرات سے ہے کہ عوام سے مربوط ہوں اور اوں سے اظہار
 عقیدت بھی کریں یا وہ خود اسکے پھر کلمات یہودہ خلاف شان اکابر ستمکار اظہار ناشائستہ انھیں بلکہ اسے

پھر وہ کیا کہ ان میں سے ایک سے طلب بر شریعت میں منع الحکم ذاتی ہے کیونکہ مورد ہے تو اگر شریعت نہ
 طلب عمل اعلیٰ تا اس وقت کہ اس کے لئے نفی شریعت اس میں مانع نہ ہو بلکہ جو ہے تو جو شریعت نہ ہو
 شریعت میں سے اس میں سے اس میں سے کسی کے لئے غیر ممنوع الغیرت اور اس بات کو ضرور ہے کہ بالاحتمال
 کے نفی ہوگا جو وہ شریعت ہو تو وہ کوئی اور ہو و بعد ازاں نفی شریعت اگر کیا یہ شریعت ہو تو شریعت میں شریعت
 لازم آئے گا الغیرت ہو یا یہاں کے منقطع مذکورہ بالا یہاں ذات موضوع و محمول میں تحقق ہو سکے اور اس
 تو ایجاب متعلق ذاتی ہوگا اور یہاں ذات موضوع و محمول میں اقتضا سے ذاتی یا متعلقہ و متعلقہ ذاتی
 ہو و متعلقہ ذاتی فی حق تحقق ہو بلکہ نسبت میں الغیر ہو وہاں اقتضا ایجاب و امتناع بالغیر کیا جائیگا اس
 فقر کے بعد الشارح اعلیٰ صاحب ہم تسلیم کو یہ امر روشن ہو جائیگا کہ نفی الغیر فی شانہ سے مناسب ہے
 و عدل و موافق علم و اخبار و مطالب عقل و ماوراء و اس طبع و تقدیر عاقلی خبر و امور و واقعہ ہوا
 بالذات و اس میں اس میں اس میں اس میں ان امور کے اعتقاد و احسن افعال و غرض و مقاصد و
 علم و اخبار و اختلاف عدل سے علم کا اطلاق بھی لغوی میں خبر و متعلق کیا گیا ہے اور خبر حضرت امام
 الشیخ کا حسن و تقدیر طالع و غیرہ کا وجود ممکن بالذات ہوگا بلکہ امتناع بالغیر کیا جائیگا کیونکہ
 جو وہاں میں ماہرین موضوع و محمول اقتضا ذاتی یا تحالف و تناظر ذاتی تحقق نہیں کرے تو نسبت
 میں خبر سے ہوگا اگر کسی فعل مطابق حکمت و عدل یا موافق علم و اخبار و عقل یا طبع و تقدیر
 عاقلی فی سبب ہذا الامر ہو جو کیا جائے تو کیا جرت کرے و جوہر و تحقق مقتضیات ذات امر نہ ہو
 و اعلیٰ میں جو وہی ذاتی مانا جائے علی ہذا القیاس ان امور کے اعتقاد و مذکورہ اشئ خلاف حکمت
 و خلاف عدل و تقدیر طالع و انعام و فقرت مشترکین و خلاف علم و اخبار و تقدیر کو ان تحقق ہوا
 جاسے یا آپ کے بعد و بعد نبوت کسی کے لئے ثابت کیا جائے اگر کسی فعل خلاف حکمت و خلاف عدل
 کو جبکہ عدل و حکم سے صحیح تفسیر کر سہیں و جو واقع مانا جائے بعد از اطلاق مطلب یا یہاں کہ
 مقتور کر جائے یا کسی امر خلاف علم و اخبار و مثلاً ایمان الوجل کو ثابت مانا جائے یا کسی نسبت نبوت
 نبوت ہوا کہ ثابت ہو اشتراقی کہا جائے تو ظاہر ہے کہ ان اقتضائات میں ذات موضوع و محمول میں
 ایک دوسرے کے نفی ہوا کہ سبب مانع و مانع نہیں اس لئے ان امور کو متعلق بالذات کہنا و نہیں کا کام
 نہ ہو بلکہ اعلیٰ کی اطلاع میں کہ وہ امور ہیں جسے کہ اگر شریعت کسی شخص کے لئے مفہوم نبوت ثابت کیا

جائے یا کسی مانع یا مشترک یا عذاب و فقر کے مل کیا جائے یا خلاف حکمت و تقدیر و جوہر و محمول
 کیا جائے تو وہ خبری ہرگز لازم نہیں آتی و چونکہ خبر و اخبار لازم آتی نہیں ہاں البتہ بعض
 مل کہ جو ان اقتضائات سے اعلیٰ علیحدہ ہیں اصل حد ذاتہ و ذریعہ میں مانع سے ملے ہیں اور
 اس وجہ سے علم و اقتضا یا مذکورہ بالا اگرچہ بالذات و داخل ممکنات ہے مگر ان مانع ذاتی خود وقت المالکی
 و بدست متعلق بالغیرت کے اور موافق علم و اخبار خداوندی اور مطالب حکمت و عدل اور مدد طبع و تقدیر
 رسالت بالصلوات و التسلیمات جو اول مذکورہ سے شمس و اسطی و اسبب بالغیرت کے گواہی
 ان ممکنات میں محدود ہے مثلاً اعلیٰ علم و الواقع بالذات یا الصداق یا صواب اولیٰ تمام سبب
 ضروری ہوا تو موافق علم و اخبار خداوندی کا وقوع اور انعام طبع و تقدیر مشترک کا نبوت اور آپ
 کے بعد عدم تحقق نبی کا اثر ضروری التسلیم اور واجب التیقین ہوا تو فی حد و انداد واجب تنبیہ الیہا
 جب ان حکم و تدبیر اور عدل عدل اقتضائات کے ضروریہ و تیسرے میں داخل ہے تو علم و اخبار یا سبب
 حکمت و عدل مانا اور واجب الوقوع کہنا لازم ہوگا اور ان کے اعتقاد کے تسلیم کر کے جوہر میں تو نہ
 اقتضائات کے مذکورہ ضروریہ ہذا تھا کہ ارتقا لازم آتا ہے اس لئے جملہ اعتقاد کو متعلق بالغیر کیا جائیگا
 و بعد تسلیم خلاف علم و اخبار و تحقق تقدیر طالع و فقرت مشترک و نبوت نبوت بعد ان حد
 تمام رسالت مسئلہ اعلیٰ و سلم اگر اعلیٰ نہیں اعلیٰ یا الصداق نہیں اعلیٰ لازم آتا ہے تو وقوع
 خلاف حکمت و خلاف عدل کے حالت میں اعلیٰ نہیں اعلیٰ یا الصداق نہیں اعلیٰ لازم آتا ہے تو وقوع
 اقتناع اعلیٰ میں اعلیٰ ہے اس فقر کو اجتناب سے احکام و عقائد امکان و امتناع و ایجاب میں مانع
 کہ اگر بعض راہنہ میں فی العلم کے قیاس سے عقل کر دیا ہے اہل فہم کو انشاء اللہ تعالیٰ فقر و
 سے امتناع و امکان و غیرہ ذاتی و غیر ذاتی کا مشا اور ان کے مواقع تحقق خودی معلوم ہو جائیگا بلکہ
 بشرط تدبر و امری واضح ہو جائیگا کہ جس موقع میں امتناع غیر طرف سے لائق ہوگا و غیر بالعدو
 مقتضیات ذات خداوندی یا مقتضیات صفات خداوندی میں داخل ہوا تو خبری مقتضیات مذکورہ
 بالا سے ظاہر ہے کہ اگر ممکنات ذاتیہ کو کسی اور سے متعلق مانا جائیگا تو غیر خداوندی و متعلق
 پر بار کہنا ہوگا لیکن جو صاحب سبب ایمان کی کو تہیابی یا نفی پوشش نہیں کے باعث تقریر مذکورہ
 تقدیر فرمائے میں مثال یا منکر ہون تو ہوں مگر ذاتی بابت کے تسلیم کرتے ہیں تو کوئی وقت اور

من استیجرت کما قد شئت انی یسیر و یثاب و انما کما یجوز قول جملة اقوال علماء اورا چنے دوستی کے سلسلہ
 مختلف نہیں ہوتا البتہ قرانی ہوگی تو شاید یہ ہوگی کہ بعض اشخاص تصدیق اس صورت میں کہ بعضی
 کی مسائل الصفات کے نزدیک یہاں قابل بحث نہیں بلکہ کوئی صاحب ہر سنی قول امام کو سب و خطاب
 معمول قرانی میں تو اسکا جواب ایسا ہے کہ صفات خود بخود سبب سے پیدا ہوئے ہیں نہ کہ کسی شے کی وجہ سے
 بھی کہ یہ مذکورہ کہ قول میں ایسا ہی ہے کہ اس کے نزدیک اس میں ہے حوالہ تمام ان کے قول کو پیش کیا جائے
 ہے جو یہ کہ صفات وجودیہ سبب کرنا سبب ہوتے ہیں کہ کام ہے سبب سے ذات ہو گیا کہ قدرت اور
 غفہ کے دونوں معنی مستعمل ہوئے ہیں تو اب کسی امر کی نسبت فقط لفظ غفہ مفہور ہو گیا تو قیاس
 معنی اول کا کوئی قرینہ سبب محقق ہوو اس امر کی نسبت استعمال ذاتی کا حکم لگانا لائق تسلیم ہے و چنانچہ
 ثالث امر سویم قابل بحث ہے کہ یہ نقل و علما عقل کے نزدیک جملة صفات باری کی ہیں جن میں
 ایک حقیقیہ محضہ ہے حیاتیہ و وجودیہ و حقیقیہ فی اشخاص مثلا علم و قدرت وغیرہ دوسرے صفات و محضہ
 ہے حیاتیہ و قبلتہ اور جب ارشاد حضرت اشاعرہ خالقیت و رزقیت وغیرہ اور اقسام ثلاثہ کی حقیقت یہ ہے
 کہ صفات حقیقیہ خواہ محضہ ہوں خواہ فی اشخاص ہوں کو کہتے ہیں جنکا مبدءا خود ذات واجب ہو قیاس
 قیاس ہے کہ حقیقیہ محضہ میں نہ مرتبہ عقل و مفہوم میں اضافت فی الخیر کا اعتبار ہوتا ہے اور نہ مرتبہ محقق
 و مرتبہ انار میں غیر کی امتیاز چلتی ہے اور حقیقیہ فی اشخاص میں فقط مرتبہ عقل میں تو بیشک اضافت
 فی الخیر کا اعتبار نہیں ہوتا مگر مرتبہ محقق میں جو معنی اضافت مفہور ہوتا ہے اور مرتبہ انار بدین اضافت فی
 الخیر نہیں ہوتا اول کی مثال جو ہے تو وہ کسی مثال قدیہ و غیرہ کیجئے باقی یہی اضافت محضہ و کئے
 سے ضرور ہے کہ انکا مبدءا قیاس بذات الواجب ہوو اس تقریر سے امر واضح ہو جائیگا کہ قسم اول صفات
 میں جو کہ میں باری میں اصل تغیر آسکیگا اور قسم ثانی میں مبادی میں تو تغیر نہ ہو سکیگا البتہ تعلقات
 میں تغیر کی اجازت ہوگی اور قسم ثالث میں مطلقا تغیر مست ہوگا شرح مواقت میں مذکور ہے صفات
 علی ثلاث اقسام حقیقیہ محضہ کا سوا اور البیاض والوجود والنجوہ وحقیقہ ذات اضافت کا علم والقدرة والحق
 محضہ کا مغیرہ والصلبیت وفي عدل ویا الصفات السلبیہ ولا یجوز بالنسبۃ الی ذاته الخالی التخیفی القسم
 الاول مطلقا وغیر فی القسم الثالث مطلقا واما الشاق فاشاعریہ التخیفیہ نفسہ بحدوثی تعلقاتہ وغیرہ
 اوامی مبدءا حکیم و شرح مواقت فہا ہے میں قال الامامی فہم الشیخ الاشعری وعائذہ بالصواب

قد شئت

الی بان الصفات ثبوتیہ میں المذہب کا وجود و ثبوتیہ میں وہی کل صفات میں مفاد ثبوتیہ میں
 الصفات الافعال میں کوئی مثال کا وجود و ثبوتیہ میں وہی کل صفات میں مفاد ثبوتیہ میں
 حوادث بذاتہا ہی کے تحت میں فرماتے ہیں المذہب میں انکا وجود و ثبوتیہ میں وہی کل صفات میں
 الاضافیہ والصلبیت بحدوثیہ میں فیما فی احوالہ فیما فیہم و عدم خالقیتہ و کما لان البذل
 قیاسا تغیر ما ضیفت الیہ لا یغیر ما فی ذاتہ کما اذہ القلب الشی میں ہمیشہ الی ایسا کہ ذات ساکن ہے
 متغیر و الصفات الحقیقیہ الی مبدءا الاضافۃ انما یغیر لعلہا ہذا دون النفس لایقال ہذا الیہ بل ہذا
 فی الاضافات والصلبیت مع ثبات الہدی عنہ لانا نقول لا یتیم جریان الدلیل مبدءا کما فان مثل
 ایجاد العالم و خالقیتہ نہیں اس صفات الہامال حتی کیوں انکا مبدءا فی الازل بقضائے الازل کا
 ان عبارات سے اور شے اور اقوال کثرت سے بایضا ثابت ہے کہ صفات باری بقضائے الازل ہوتے ہیں
 اور مختلف الاحکام میں سوا بل علم کو ضرور ہے کہ کسی امر کی نسبت فقط الملاق صفات و کما کہتے ہیں
 کوئی حکم نہ لگا پیشین بلکہ اول یہ ملاحظہ فرماوین کہ یہ صفات کس قسم میں داخل ہے بعدہ اس کے
 مناسب حسب قواعد مسلمہ علماء حکم جاری کریں اس کے بعد قابل اعتبار ہے کہ صفات فعلیہ یعنی
 جو صفات کہ فعل و تاثیر بر الہ میں اور کئے الملاق میں کسی فعل کا مبدءا محفوظ ہوتا ہے جیسے خلق و تزیین
 و احیاء و اماتہ و تقویہ و خیر و عدل و خلقت وغیرہ صفات و غیرہ صفات و غیرہ صفات و غیرہ صفات و غیرہ صفات
 و تاثیر یہ کثر جمہ السد تعالیٰ یا ہم مختلف میں اشارہ ہو سکو حادث و تغیر کہ میں تو مبدءا ہو سکو قائم اور
 ازلی ہوتے ہیں چنانکا حاصل یہ ہوا کہ صفات فعلیہ مذکورہ مبدءا اشارہ ہوا اقسام ثلاثہ سابق کی قسم
 ثالث میں داخل ہیں اور مبدءا یہ کہ نزدیک اقسام مذکورہ کی قسم ثانی میں محدود ہیں چنانچہ یہ بھی
 کتب کلام میں صریح کثرت ہوو ہے ملامی قاری صفات فعلیہ مذکورہ کے بارہ میں فرماتے ہیں ان
 حسب الماتریدیہ انما قدر مبدءا و حسب الاشاعرہ انہا حادثۃ الیہا ہی مسامحہ شرح مسامحہ میں اشارہ
 السیدہ فرماتے ہیں لا یمکن قیاس بان صفات الافعال حادثۃ لانہا عمادۃ عن تعلقات القدرة و الصفات
 حادثۃ مگر تصریحاً تحقیق میں ہے امر محمی روشن ہے کہ مبدءا یہ اشارہ یہ صفات افعال کے مبدءا ہو
 قدیم فرماتے ہیں جو امر چند راہا کہ اشارہ کے نزدیک انکا مبدءا صفات قدر ہے اور مبدءا کے نزدیک
 صفات مکوین ہے ملامی قاری مشرق فقہ کبر میں لکھتے ہیں قائلین وائتدایق والابداع والصنع وغیر

میں جملہ نیکیاں۔ تعلقات سے منزه ہے البتہ لا ینزال یعنی استقلال میں تعلقات سے منہج کی وہ
 سے تعلقات کے لحاظ سے فوق کی توجہ آتی ہے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ علم قدیم میں کسی قسم کا تخیل و تخیل
 نہیں آسکتا بلکہ جملہ امور میں حوالہ بخیر و بد تعلقات سے محدود و تغیرات سے منکشف و غیر محدودہ ازل سے
 علم باری میں موجود ہیں البتہ معلومات میں آخر وحدت تحقیق سے جب کا خلاصہ ہے ہی ہوا کہ وہ علم
 قدیم اور موجودہ دونوں حادثات ہیں چنانچہ اسی مدد کے لئے میں حضرت امام العارفین و قدوة العالما
 سیدی رسول المدنی عباد المدنی فیض تاج و سر الدائمہ کثرت و شہرہ و سر دفتر راخین است
 سچے سچے علم گوشتان اتباع سنت سلطان المتقین و سید المتکلمین ماسی شرک و بدعت حامی شریعت
 و طریقہ قدیم ربانی و مقبول سبحانی اما سنا دینا حضرت شیخ مجدد الف ثانی حشرہ اللہ تعالیٰ مع الانبیاء
 و الصالحین و یعلنا فی اتباع علوم الدین آئین اپنے مکتوبات میں ارشاد کرتے ہیں ہذا العلوم اور
 سچا صدق است قدیم و سبطی است تحقیقی کہ مرکز تعدد و تکثر بان راہ نیافتہ است اگرچہ باطن
 تعدد تعلقات یا شدت و زکات انجا یک المکشافی است بسطی کہ معلومات ازل و ایدہ امان انکشافات
 شکست میگرد و جمیع اشعار ابا حوال مناسب و مستفادہ ایشان کلیہ و جزئیہ باوقاف انفسہ
 ہر کلام دران واحد بسط و است است و زبان آن زوردار اہم موجود است است و ہم معہ دوم
 و تین دانست است قوی و جوان دانست است و پیر فرزند دانست است و مردہ و فاجع دانست
 است و قائم و مستند دانست است و مضطر و خندان دانست است و گریان و مستند و دانست است
 و کلام و عز و دانست است و ذلیل ہم در بر رخ دانست است ہم در شت ہم در شت دانست است ہم
 در کلمات ہیں تعدد و تعلق نیز دران موطن ہفت و اشد و تعدد و تعلقات تعدد انات مع طلب و تکثر
 است و خرابی آخر کلام الشریعت اور اگر کسیو التعلیق مذکورہ میں الفریقین ناگوار خاطر ہو اور تعارض
 ہی کا شوق ہو تو ہم مذہب ہمدرد و مذہب ثانی میں سے کیسی تعلیق کرنا چاہی کہ سہل و مفہوم نہ ہو
 نمود و کو علم گنہا تو ظاہر ہے کہ شخص جہالت و غیبت باقی رہا مذہب ثانی مساوی کے نسبت جو عقل
 و اہل فہمات نسب کلام میں بقول ہیں محققین نے اور ہر یکے جواب ثانی دیتے ہیں وہی وجہ ہے کہ
 صاحب مقام علامہ و غیرہ مصنفین جہت میں نے مذہب عبد المدین حیدر کی بنا پر بعض اہل افہام
 ہی لغین کا جواب یا ہے اور کسی قسم کا انکار نہیں کیا بلکہ سولانا بحر العلوم مذہب مذکور کی

قوائم میں و قد است کی کتب بعض محدثین انہم کلمہ ابکون بذا الراعی مختار علامہ ابن مقفع کی
 کلام میں ہر امر موجود ہے کہ بحر علم انہی کلامات حقیقہ قدرت و ارادہ و غیرہ کے تعلقات حادثہ میں
 حتیٰ کہ علم ظہور و باطنی علم تفصیلی کے تعلقات کو حادثہ قرار دیتے ہیں شیخ مہر مہر میں ہذا کلام
 قدیمہ و وحدہ و غیر متناہیہ و آنا یعنی سلب التناہی و غیر متناہیہ تعلقات یعنی اثبات التناہی ہی تعلقات
 بالفعل و الامورہ العنا لک لک لکن تعلقات غیر متناہیہ بالقوہ کمالی القدرہ و علی ہذا انفس لک شاعر
 مقاصد کہتے ہیں و جو اہل ان کلام دان کان از لیا لکن تعلقات متناہیہ اشخاص و الافعال عارضہ ہا
 میں المد تعالیٰ و اختیار۔ تو اب بلکہ لیل اسکی تعلیق کرنی کیونکہ عند العظام سمع ہو سکتی ہے اور
 اگر کوئی صاحب بلا و ہر اوس مذہب کو متروک و مطروہ قرار دین تو ہر کچھ عینی الشار المد تعالیٰ مذہب میں
 ہمارا مدعا تو فقط یہ ہے کہ کلام نفسی ہو سکتا ہے حقیقی کہا جاتا ہے اور فی اشہر الشایعہ و خبرت سے تعالیٰ
 مانا جائے کہ اسکی ذات میں نہ احتمال صدق ہے نہ احتمال کذب تعلقات عارضہ اور تعلقات متناہیہ
 کے حقوق کے بعد کہ میں الشایعہ و خبرت کی گنجائش خلط کی اور حکم صدق و کذب اسکی ہی بعد میں جاری
 کیا جائیگا چاہے تعلقات مذکورہ کو حادثات مانو یا قدیم ہو تو اب اگر کوئی کہے کہ کلام نفسی کا کذب ممکن ہے
 تو اس کے کہنے سے ہونگے کہ کلام نفسی میں بوجہ بساطت و وحدہ و بوجہ عدم تعلق و عدم تصور مطابقت و غیر
 مطابقت کذب تصور ہی نہیں ہو سکتا یہ مطلب نہیں کہ کسی کذب بطور تخیل تصور ہو کر یہ مطالع
 ذاتی کا حکم لگا یا جاتا ہے مثلاً اگر کوئی کہے کہ کذب کے لئے کلام کا وجود ضروری ہے ضرورت کا
 کذب ہوتا کتب سے تو یکے نزدیک امتناع کا منی ہی ہوگا کہ ضرورت میں منی کذب تصور ہی نہیں
 ہو سکتے اس کلام کا مطلب ادنیٰ ماقول بھی یہ ہے نتیجہ کا کہ جب ضرورت میں کذب قبیح ہو تو اسکا
 صدق واجب ضروری ہو گیا علی ہذا القیاس کلام نفسی کے متنع کذب ہو سکتا ہے مطابقت کے لئے
 کذب تصور ہی نہیں ہو سکتا یہ نہیں کہ اسکا صادق ہونا ہی وحدہ اتہ واجب ہے بلکہ کلام موصوف
 کو علی قاذات یا بالاتفاق نہ صادق کہہ سکتے ہیں نہ کاذب لہذا وجہ اور ضرورت علمائے ہر اہل عبارات
 میں کلام نفسی کو صادق قرار دیتے تو انکا مدعا الطلاق صدق بعد التعلق ہے تو اب انکے ارشاد اور
 عرض مابین میں کسی قسم کا اختلاف نہیں کیونکہ کلام نفسی کے متنع کذب یعنی غیر تصور کاذب اور غیر
 غیر تصور الصدق ہو سکتا ہے صدق تو فقط اسکی ذات بسط و واحد ہے اور انصاف بالصدق

تفویض من الاولی یعنی تالیف لیا و استعمال الاستعمال انما هی فی الصفات الاولی الذاتیه
فما فی حد فناء موضوع تامل انما هی ان ارشاد است جیسا کہ ہم ہوتا ہے کہ کلام نفسی ہر وقت
تذکرہ احقر برصادق آتی ہے الیاسی یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ معنی اول یعنی حیدر تالیف کو حد
ذاتی قدیم کمال ذات و صفت ذات باری ہے اور کلام بالمعنی الثانی اس کے تابع اور اوپر مقرر
اور غیر ذات باری ہے نہ اسکو صفات ذاتیہ میں شمار کر سکتے ہیں نہ استعمال میں دخل دیکھتے
ہیں بلکہ مثل مخلوقات و مخلوقات باری نہ ہوتی ذاتی پر مقرر و مقرر ہونے ذات اور غیر کمال کہنا
پر کیا و ہوا لفظوں اور سبب سے مقتدر اسے شریعت و طاعت و شریعتی معرفت و حقیقت عالم ربانی
تشریف شیعہ مجدد و تالیف تالیف الیاسی و علی ارشاد ارشاد فرماتے ہیں بیان اس حد کمال تعلیم
کہ صفات واجبہ جلیلہ و ربک ذات اولی و تعالیٰ یحیون و یموتون اندر جیسا کہ حقیقتہ اندر سلا علم
یک انکشاف سبب است کہ مخلوقات ازل و ابد ہوا یک انکشاف مشکوفاً میگردد و یک
قدرت کمال سبب است کہ قدرت ذات اولین و آخرین یوسیلان یو یو دی آید دیگر کلام
سبب است کہ ازل تا ابد ہوا کلام کو یا است علی ہذا القیاس سائر الصفات تحقیقہ
دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں و ہمیں یک کلام سبب است کہ ازل تا ابد ہوا یک کلام کو یا
اگر است از ہوا نجاتی است و اگر حق است ہم از ہوا اگر کلام است ہم از ہوا نجاتی است
و اگر است کلام است ہم از ہوا اگر حق است ہم از ہوا اگر کلام است ہم از ہوا نجاتی است
الی آخر کلام الشریف اور بھی مضمون تشریف علیہ الزمر نے چند جہاں بیان فرمایا ہے اس
میں معلوم ہوتا ہے کہ کلام نفسی معنی سبب است و ازل سے ابد تک وہ صفہ سبب حقیقی
موجود ہے اور او کے ذریعہ سے ذات باری حکم ہے ادا م اور غیر و غیر و کلام اقسام کلام اسی
صفہ سبب حقیقی سے مستفاد و ماخوذ ہے جس سے صاحب فہم سلیم سمجھ سکتا ہے کہ اس کا
صدقہ و ہی سبب حکم مذکورہ سابق ہے بلکہ من کلام نفسی کی شان میں موجود ہے وہی صفہ
قدیمہ سابقہ للکون والاقدمہ من حیث الحروف والاصوات لایختلف الی الامر والہی الامر
والی الخلق بالماضی و الحال و الاستقبال الی حسب الخلق و الصفات کمال علم و المقدرة
و کلام الفطری بحارہ المولود من الالہات و الحروف القاہتہ کمال الہی کلام اللہ تعالیٰ

والقرآن علی معنی الہ عبارتہ عن ذلک المعنی القدیم انتہی عبارت مذکورہ اسی جانب خیر ہے کہ کلام نفسی
ہر اوست و حکم کہ نہ منافقہ للکون والاقدمہ اور تشبیہ بالعلم القدیم ہے حکمت و سبب و کلام
پہنچانہ علامہ علی و علی الوضوح اس طرح فرمایا ہے کہ قول عبارتہ عن ذلک المعنی القدیم انتہی کو عبارتہ
عنا نہ دال علیہ عقلا و لالت الامر علی الامر علی سببہ فان الشیخ الظاہری فی الانسان کما یلک علی سبب
لیغیر العلم و القدرة و الارادۃ ذلک کلام الفطری فی الباری تعالیٰ یلک علی سببہ لیغیر العلم و القدرة
انتہی دیکھئے اس کلام سے بالتحقیق کلام نفسی بالمعنی الاول کا ثبوت ہوتا ہے اور دیکھئے بلاشبہ عبارت
مذکورہ تلویح کی شرح میں کہ کلام نفسی کے ساتھ کلام نفسی کے معنی اول کو بیان فرمایا ہے کہ قول
لیس معنی کو عبارتہ عن ذلک المعنی القدیم انتہی بعد بیان القرآن عبارتہ عن ذلک المعنی القدیم انتہی
عن القواعد المخصوصہ و ذلک ظاہر و لالت الامر علی الامر علی سببہ لان المدلول اللفظی لہ ہوا المعانی الخفیہ
الخاصہ لہ جملہ جملہ انہ دال علیہ عقلا و لالت الامر علی الامر علی سببہ فان الشیخ الظاہری فی الانسان کما یلک علی سبب
علی سببہ لیغیر العلم و القدرة و الارادۃ ذلک کلام الفطری فی الباری تعالیٰ یلک علی سببہ لیغیر العلم و القدرة
انتہی بالحد عبارت کتب سے عبارتہ عن ذلک المعنی القدیم انتہی سے عبارتہ عن ذلک المعنی القدیم انتہی
سے علامہ ازین حضرات شہیدین کا یہ فرمایا کہ کلام نفسی صفہ واحدہ سبب حقیقی قاجم بذات الباری و اسی
پر دال ہے کہ کلام نفسی کی حقیقتہ سبب و موصوفت ہے باقی رہے معنی تالیف جسکو مدلول و موصوفت للصفات کہنا
جائز ہے سوہ معنی بھی عبارات علماء معتبرین سے بالتحقیق ثابت ہیں کلام حق و دانی ہر تومہ لایہ
ملاحظہ فرمائیے کہ معنی مذکور پر دال بالتحقیق ہے شرح موصوفت میں مذکور ہے تا ذلک ہوا معنی نفسی
الذی لہ صفہ بسیعۃ الامر و الخیر صفہ تالیف ظاہر ہے کہ الفاظ امر و خیر جنی موضوعات کے لئے معبر ہوتا ہیں
سبب حکم کے لئے او کو معبر نہیں کہہ سکتے دو سے موقوف ہیں متابع موصوفت فرماتے ہیں و ہوا معنی
القائم بالنفس الذی یعبر بہ بالافعال و لفظ لہ کلام حقیقہ انہ اس عبارت کی شرح میں علامہ علی
تعبیر میں تاویل و تکلف کر کے بعد کلام صدق کلام نفسی بالمعنی الاول کو یہ کہتے ہیں کہ لایخبرون و لای
یحییون ان المقوم من مامۃ کمالہم ہوا ان نفسی مدلول الفطری ان کان المدلول بالاشکال و بالی
ہیں شائع و مقاصد عبارتہ عن ذلک المعنی القدیم انتہی الامور الثانی ان ان یورد صفہ امر و خیر و ان یورد اشارہ و اشارہ
اور ذلک حقیقی تقدیر علی انہ لایخبرون بالافعال انتہی سبب کلام نفسی بالمعنی الذی یکدرہ فی نفس

تو کتب محال لازم آید که جواب این شارح مفاسد و غیره متفرع باشد و آنچه بیان کلام فی الازل
لا تصدق بالماضی و الحال الاستقبال ایدم الزمان و انما تصدق بذلک فی الازل بحسب تعلقات
و حدوث الازمنه و الاوقات پس این جواب کی نسبت فرماید برین تحقیق بدایع القول بان الازل
دلول لفظی حسیر جدا و کذا القول بان المتصدف المعنی و غیره انما هو اللفظ المجاری و ان المعنی
القدیم بیان می آید که مستعین مذکورین کا محاذ کیا جائے تو انشاء اللہ حسیر مذکور میل یا غیر ہو جائے
کیونکہ جس نے کلام نفسی کو تصدق بالماضی و غیره نہیں کیا اور کلام لفظی کو ان امور کے ساتھ تصدق
کہتا ہے تو اس کے کلام نفسی بالسنی الاول ہے معنی ثانی او کی جراثیمین اور دلول سے مراد دلول
عقلی ہے نہ دلول حسی تو باین غلبان نہیں ہو سکتا کہ دال کے تصدق بالماضی و الاستقبال ہوئے
اور دلول کے غیر تصدق ہوئے و درست کیونکہ ہو سکتی ہے بان اگر دلول نفسی یعنی کلام نفسی بالسنی الثانی
مراد ہو تا تو بر اعراض مذکور مشکوکش آتا علی هذا القیاس بہت سے غلبان فرق مذکور کی وجہ سے رفع
ہو جاتے ہیں کما لا یجوز علی الساہل بلکہ ہمارے نزدیک تو فقط یہی امر کہ فرق مذکور کی وجہ سے اس قسم کے
شعبات کا جواب باسانی ہو سکتا ہے اور بہت سے امور متعارض منطبق ہو جاتے ہیں و کی وجہ سے تسلیم
کے لئے دلیل کافی میں یہ چاہیے کہ تفصیصات ما اجمعی او سکی نسبت و وجود ہون اور تعلقات کلام نفسی
جنہیں ایک قسم کا حال و ہوا و تفاوت مذکورین تدبر کر کے سے بخوبی کچھ میں آسکتے ہیں معنی اول کلام
نفسی و لفظی تو یقیناً ایسا ہونا جیسا علم و قدر و غیرہ کا عقلی معلومات و مقدمات کے ساتھ ہوتا ہے
اور معنی ثانی کلام و صورت کا عقلی اپنے تعلقات کے ساتھ ایسا ہونا چاہیے جیسا دلولات و متغیر کو
اپنے اپنے دال کے ساتھ ہوتا ہے بلکہ جمہور و حید المدین حید و غیرہ میں جو درجہ و قدر و حد و وقت
تعلقات کلام نفسی انرا مذکور ہو چکا ہے بہت ہولت سے انشاء اللہ و لول ان میں تعلقیں اسطورہ
ہو سکتی ہے کہ بعد از مدین سید معنی اول کے لفظی کو حادث فرما رہے ہیں اور حضرت جمہور معنی
ثانی کے لفظی کو قدر و کثرت میں ملکہ و غرور و غلو کہنا چاہئے کہ یہی قدم یا اعتبار و وجود خالی ہوتا ہے اور
یہی باعتبار وجود علمی کما علی هذا القیاس قدم نہ معلوم میں شامل ہے کما سالی فلان تو ہم
انہو ہم اور ہوا سے اس میں تحقیق کے ہر حقیت فرق کر چکا ہے کہ دوسری تعلیق ہر دو صاحب میں بخوبی
جاری ہو سکتی ہے اور صاحب و جنہیں مستخدم کو بعد از مدین معلوم ہو سکتا ہے کہش ہر اقل و شرح مفاسد

و مسلم الشیو و غیرہ میں جو ہر کی طرف سے سید المدین حید و غیرہ انشاء نقل کر چکا ہے بعد از مدین
ہو انشاء بیان کئے ہیں اوس سے یہ طریقہ آخر و احسن ہے کہ آخر انشاء مذکورہ کو تسلیم کر چکے بعد یوں
کہا جائے کہ یہ جمہور و غیرہ انشاء حقیق ہوتے ہیں کہ عبد المدین حید کی مراد کلام نفسی بالسنی الثانی
ہو و سکی تعلقات کو متاخر بالزمان فرماتے ہوں اور معنی اول جب او کی مراد ہوں بنا اپنے عرض میں ہو چکا
ہے کہ یہ انشاء آخر انشاء او چہرہ و زما مدین ہوں ہو سکتے ہیں جس نے جمہور کی تائید میں او غیرہ انشاء کے
ہیں ہی یہ معلوم ہو چکا ہے کہ او سکون فرما عبد المدین انشاء ہوئی قدر و تامل بلکہ محکومہ نظر آتا ہے
کہ حق کے حروف و انشاء کی تصدیق کو کوئی بیچارہ تصدق ہی کر چکا اگر صاحب ہو انشاء لفظی تصدق
کلام لفظی اور کیا چاہئے جو یہی فرماوین کہ ذات خالق کائنات کے لئے وہ کلام نفسی کسی شے تک نہ
آہستہ آہستہ میں مگر اہل الفصاحت جانتے ہیں کہ دلول تو حق ہے جو کچھ عرض کیا ہے محض انکار کے خلاف سے
نقل کیا ہے و کچھ بعض عبارات معنی اول کی دلیل ہیں تو بعض معنی ثانی کی حجت ہیں اور بعض
عبارات سے دونوں معنی ثابت ہوتے ہیں کما مراد اب اس کی کو کچھ کہتا ہوں انکار کر کے نام بھی
بڑا ہو گا کلام بھی بڑا ہو گا و دوسرے کس نے کہا ہے کہ باری جل جلالہ کے لئے وہ کلام میں تحقیقی نفسی
صفہ ذاتی قسم و قیام بذات موجود ہیں ہے تو فقط یہ عرض کیا تھا کہ حسب شاد و ملکہ کلام نفسی و معنی
میں مستعمل ہے یہ ایک کو او نہیں صدقہ حقیقی و اعلیٰ و ذاتی ہے اور دوسرے کو صفہ ذاتی و اعلیٰ
نکلیے بلکہ پہلے معنی کے لئے تاج اور دال اور اثر کچھ چنانچہ اسی بنا پر کلام لفظی کو کلام باری کہتے
ہیں علاوہ انہیں ہی ہر دو معنی جو سب بیان احقر انسانیت ہی موجود ہیں اور میں یہ نسبت ظاہر
ہے اور سب جانتے ہیں کہ دال پر دلول پر دلول کا اطلاق شایع ہے اور ایک کی صفہ و ہر
کے لئے ثابت کرتے ہیں کوئی دشواری نہیں و اگر بعضہ الدال علی الدلول شایع مثل سمعت
بد المعنی و کثرت و قرات مفاسد و غیرہ میں جو ہر ہے تو بیش برین نیست کہ مستعین مذکورین میں سے
ایک کو حقیقی دوسرے کو مجازی کہتے یا دونوں معنی پر کلام نفسی کو بقول بلاشبہ کہ کہے تو
اس میں کچھ خرابی نہیں خرابی تو جب ہوئی کہ دونوں معنی کو حق لکھنے کے لئے صفہ ذاتی
کہتے اور صفات ذاتیہ انہیں کی فکر ہو جائے ان کی الیہ علاقہ مذکورہ کوئی قابل محنت علم پر یا شاید
انہی کی راہیت سرور زید کہے تو یہ کہنا عقلاً و نقلاً اسکے نزدیک درست ہے تو کیا اس قول پر یہ سزا کر

قدوس

من تفاوت معلوم ہوتا ہے کہ اس تفاوت کا رفع دوسری وجہ سبھی چیزیں ہوں بیان کر چکے ہیں

مقدمہ ششم

ہر شے قابل ہونا ہے کہ صدق و کذب کلام عقلی صفات افعال میں داخل ہے صفات ذاتیہ حقیقیہ میں کسی طرح شمار نہیں ہو سکتا چنانچہ اسکی تفصیل مقدمہ سیم میں کی گئی تھی اور جسے حکمت و عدل و عیش و غم وغیرہ سب اقسام حیات مذکورہ مقدمہ سیم صفات فعلیہ میں ایسے ہی صدق و کذب کلام عقلی بھی تھا و افعال عقلیہ صفات فعلیہ کہنی چاہئیں کیونکہ صدق و کذب مذکور کلام عقلی کی صفات ہے اور کلام عقلی جمہور الہی است بلکہ محترمہ اور کرامہ کے نزدیک حلی و ثبوت و مخلوق سے چنانچہ اسکی تحقیق انشاء اللہ عقلی الہیہ آئندہ میں پوری طرح سے روشن کر دینگے تو اب صدق و کذب مذکور کے صفات فعلیہ کہنے میں کوئی مشال نہ ہو سکتا ہے ان ہولت تشریح ہونا چاہیے چہ شرب کلام عقلی کے قدیم و قائم بذات الہیہ ہو سکی شدہ و بد کے ساتھ مدعی ہو رہے ہیں کہ جب ابواب آئندہ میں ہم اسکا حدوث بذریعہ عقل و نقل بخوبی ثابت کر دینگے تو یہ صدق و کذب کلام عقلی کو وہ بھی مذکور صفات عقلیہ میں نہ گنیں گے چنانچہ ملاوہ ازین الیاس خاطر الہی معقول کلام عقلی کو ہم قدیم بھی تسلیم کریں تو تعلقات کلام تو یہ بھی حادث ہونگے جب پرتباری صدق و کذب ہے اور تعلقات حادثہ کا مقدمہ باری تعالیٰ ہونا خود ظاہر ہے اسلئے صدق و کذب کلام عقلی پر بھی لامحالہ صفات فعلیہ میں محسوب ہونگے مثلاً دیکھئے صفت قدرت کا ذاتی اور قدیم ہونا مسلم ہے مگر یہ بھی اس کے تعلقات خاصہ کو حادثہ و مقدمہ باری کہتے ہیں اور تعلقات مذکورہ کی وجہ سے یہ صفت مثلاً وثریہ و غیرہ محقق ہوگی اور کونہ صفات فعلیہ میں بالبدانہ شمار کیا جائے گا یہی حال کلام عقلی میں خیال فرمایئے نقل مطلوب ہے تو دیکھئے شرح موافقت میں موجود ہے

مستقیم علیہ الذی انما اعمد المذہب فی الاول انما الذی فی النظام الذی ہو عند

ہے کہ معتزلہ صرف کلام عقلی کو کلام باری کہتے ہیں کیونکہ کلام انسی کے تو صریح منکر ہی ہیں تو اب نظام یہ ہوا کہ کلام عقلی از قبیل افعال ہے از قبیل صفات تو جس صدق و کذب کو اسکی صفت کہنا چاہیے وہ بالبدانہ صفت فعلی ہوگی نہ صفت ذاتی ہمارا مطلب اس میں تو یہ ہے کہ نقطہ ای ہے کہ صدق و کذب مذکورہ صفات فعلیہ میں سو وہ تو بحوالہ الثابت و الظاہر ہو گیا مگر وہ باطن ہمارے مفید و معلومات مذکورہ سے اوپر معلوم ہو گئیں اول تو یہ کہ صدق و کذب مذکور کے ثبوت اسکی سے نہ ہو کہ صفات فعلیہ میں داخل ہے یہی وجہ ہے جو سچانہ فیض الیقین سے استدلال کرتا معتزلہ کا مشرب ہے وہ اسے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یہ امر سلسلہ اہل سنت کے خلاف اور باطل ہے چنانچہ میر صاحب کا وہ ہونا علی السہل و مستشرق بطلان قرآن اس کے دلیل شافی پر ہے و رفتن بائین باو کہنے کے قابل ہیں مقدمہ چہ ہفتم

ہر شے میں ہے کہ صدق و کذب علی القیاس میں ہیں اسان کا فرق ہے امر اول کہ عند اہل السنۃ یہ نسبت ذات خالق الکنائات محال کہا جاتا ہے تو امر دوم یہ سلطنت میں سے ہے جو جانتے ہیں کہ ذات تعالیٰ شائد افعال بقیہ کے مدد و رک فوہ اسکی اسکی سکتی ہیں اسکی صفت و افعال کی ملکات ذاتیہ مقدمہ باری تعالیٰ میں اہل حق تسلیم فرماتے ہیں کیونکہ غریبی ہے تو اس کے صدق و کذب نفس مقدمہ و یہ میں اصل کوئی غریبی لازم نہیں آتی اگر وقتا جہاں قلم ثابت ہوتا ہے بلکہ امر مذکورہ کہ قدرت سے خارج کر کے میں محوم مقدمہ علی ملکات و اسکی کمال و سلطنت اہل سنت میں سے ہے باطل ہو جائیگا کہ صفات میں قدرت تعالیٰ ہم سارہ سلطنت اولیٰ ممکن مقدمہ موجود ہے اور امکان کو مقدمہ قدرت کہنا سب سے قبل ہے یہ صورت مقدمہ وریہ قیاسی میں ہوا و ثبات مذکورہ اسکی ذاتی میں سے کسی کا تحقق لازم نہیں آتا تو اب اسکی کو قدرت تعالیٰ حق تعالیٰ شائد سے کیونکہ خارج کہہ سکتے ہیں اللہ جو امور ایسے ہوں کہ اس کے امکان صدور سے اتفاق قدرت عن نفسہ یا الشکاک لازم ذات لازم آئے جسے اہل و شیعہ غیر و توار تو قدرت قدر سے خارج ہونگے تو حق ہے کہ لا ینفی علی السبب بالحد قریب کے صدور کو ممکن بالذات کہنا چاہیے سبب اس سے ہے البتہ بوجہ تمام بالقرآن کے تحقق و قدیمہ کے کسی وجہ نہیں آسکتی صحت نظام اس سے ہوا کہ قیاس تحت القدرة داخل ہو گیا یہ حکمت و عدل و تقدس مشیخ الواقع ہیں یہ ہرگز نہیں کہ امور

مقدمہ

اور اس سے دو وجہ ہوتی ہیں اور اولیٰ ان کے تفریق میں
 تا بہت اندیشوں کے مسائل مختلفہ ذات و صفات جیسے تعالیم میں اپنے علم و فہم کو جو کئی اور
 پرانے مثالی ایجادات و لغویں قلیبوں و جمیع اصحاب فخر عالم علی الدلیل و سلم کا اتباع جیسا چاہئے تھا
 کیا اور اہل حق نے لغویں شرع کے مطابق حسب ارشاد و جوابہ کرام شاہان و درویشان خاص حضرت
 اکتاب علیہ السلام پر الیکڑ و کھوٹو معمول بہ بنایا اور اسل عقاید پھرایا اور اپنی عقل و فہم کو اوس کی
 موافق اور تابع بنائے جن کو شش فرمایا اور فرقہ خاں نے جیسا عقل سے کام لیا تھا کہ اسکو اسل
 عقاید پر اگر تادیلات و تحلیلات لغویں اس کے ذریعہ سے تشریح تھیں اس کے مقابلہ میں اہل حق نے
 لغویں جمیع سلف کو مثلاً اعتقاد و شرک عقل سے یہ کام لیا کہ نو قدشات عقلی قلت فہم سے بلکہ
 نے دارو کے اس کے تادیلات مثالی تحقیقی و لازمی ہیں عقل کو صرف کیا یعنی فرقہ مذکورہ نے عقل
 مراد اسل لغویں کو تغیر و تبدل کیا تو ان حضرات سے بامانت عقل خدا و مراد و مطالبہ صلیہ کا
 احقاق و اثبات کر کے مخالفین کی زبان بند کرنے میں بھی قربانی جزا ہم اللہ تعالیٰ عنہم شیعہ و غیرہ
 کے نتیجہ ہوا کہ اہل حق تو لو جو اتباع لغویں و مطالبہ اصحاب کرام اسول دین بن باہم عقلی رہے
 اور فرقہ ثانیہ بنوں نے اپنی نام کی عقل کو اسل دین قرار دیا تاہم وہ جو اختلاف رائے اتنے فرستے
 ہوئے کہ خدا کی پناہ جمیع فرقہ مستزاد و غلطی و شیعہ و غیرہ وہ قدیمہ و غیرہ اسین داخل ہیں و جو اسکی
 رہی ہے کہ اسل سنت جسکے سبب جو کہ حق کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم اور آپ کے اصحاب کرام کے پیغمبر
 سے تو عقاید دین بن جیسے وہ خود تشہد سے ہی ان جسکے بھی بوجہ ایک مسلک رہا اور اہل اہل و اولیاء
 جو کہ اپنا اعتقاد علی بنی عقل اور اس کے کو پھرایا اور مطالبہ و عقل عقلا از حد مختلفت ہم ہی ہے سبکی
 عقل کیساں نہیں ہوتی اسلے لہٰذا کسی نے جو اسکی پیچ میں ملا بہت معلوم ہوا کیا اور اسکو حق سمجھا
 سنا حال یہ ہوا کہ سبب اتباع عقل اختلاف رائے اسام میں بہت سے ایسے فتنے پیدا ہو گئے
 جنکے سوا و غایہ ہم مختلف ہیں مگر حسب ارشاد و سرکانات علیہ الصلوٰۃ و التسلیات فرقہ ثانیہ و ہی
 ایک فرقہ ہاں اسلے بار دین اب سے نا اقلید اصحابی فرمایا تھا اور باقی جملہ فرقہ باطلہ و رضا اور بدعت
 اور اہل اجماع کے ساتھ مقابلہ ہوسے اسلے ان کرام تو ان نے یہ سمجھا کہ یہ پیارے نام کی عقل اسل
 و حق اسلے عقل نیست عالم تحقیقی و اولیٰ تم من العلم الذلقلید ارشاد و کرنا ہے اور اسلے اسلے جسکی

سب سے حضرت خضر علیہ السلام کا یہ قول قابلِ فہم ہے کہ اسے سو ہی میرے اور آپ کے اور کی حقیقت
ملتا ہے جس کے سامنے ایسی ہے جیسے دیکھنے کے مقابلہ میں اس ریلوے کی جو کو فطر دیتے کس طرح کی
مشق کو لکھ جاتی ہے جو جب علوم انبیاء علیہم السلام کا یہ حال ہے تو پھر اور دیکھنی عقل و علم اور علم
فنا میں ہے بلکہ ذات و جان اور اسکی صفات سے متعلق ہیں کیونکہ کافی اور الہی اتحاد ہو سکتی ہے
یہی وجہ ہے کہ جب تک کسی نے نہ سنا ہو گا کہ کوئی نبی یا کوئی کتاب یا یہ عقل کی طرف سے علم حصول الہی
یا حقیقی یا بہت یا طبعی و ذراعت یا یہ سبیا و کیمیا و تجارت وغیرہ کی تعلیم و سکھانا جسکے لئے
وہا میں آئے ہوں بلکہ یہ جملہ فنون الٰہی عقل نے فہم تعداد دے دی ہے اسے اپنی حاجات کے موافق
ایجاد کئے ہیں چنانچہ انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے اور تجھے کتاب سلامی نازل ہوئی ہے یہی
تعلیم اور دین و فہم اصول شرعیہ و عقاید و فلسفہ و نظریات تھے جس سے صاف ظاہر ہے کہ حق مذکور
فنون سے دشوار اور تمام علوم کے شکل ہے اور عقل السالی بدو کی کسی راہی اور یہ کسے اس میں ہرگز
کافی و معجز نہیں ہو سکتے ورنہ یہ کہ ہو سکتا ہے کہ خدا کے عظیم و حکیم فیہ و رحیم سہل امر کا تو خدا تعالیٰ
ہم سے کہ کتاب کثیرہ اور اسل متعدد و غیر عددہ اور اسکی تعلیم کس لئے وقتاً فوقتاً اپنے بندوں کے پاس
آجی اور امور مشکل کی تعلیم و تفہیم کس لئے لکھ کتاب بھی نازل فرمائی تھی ان امور سے ظاہر ہے
ان اصول میں بالخصوص امور متعلقہ ذات و صفات وہ مشکل امر ہے کہ تعلیم کتب و تفہیم اس کے بعد بھی
آجیب ہائے اور کھڑی سے بچ جائے و عالمی اور جب کا ماقول کامل ہے سو فرق باطلہ کی سخت کم فی
ہے کہ یہ بھی نہ سمجھ کہ عقل انسان کوئی علم نہیں کافی ہو سکتی ہے اور کہان کافی نہیں ہو سکتی پھر
سب حکماء یونان و عقلائے زمانہ و موجدان حکمت و بہت وغیرہ کے عقل ان مسائل پر نازل
یعنی انہوں تو ہم جیسوں کو اپنی رائے پر اعتماد کرنا اور مسائل مذکورہ میں اسکو کافی سمجھنا اور
ہائے و حماقت ہے جب یہ امر محقق ہو گیا تو اب ہر ذی فہم سمجھ جائیگا کہ خلاف ان امور میں شرعیہ
و مخالف اقوال و مصلحتاتی عقل صرف سے اظہار کوئی کسی ہی عمدہ بات بیان کرے ہرگز قابلِ قبول
الٰہی انتقادات نہ ہوگی اگرچہ ہماری عقل حین ادنیٰ قرانی نہ آئے اور ہر اسر و حیح و طباق عقل معلوم ہوگا
ہماری فہم کا تصور سمجھ جائیگا جو کوئی اس طریقہ پر راسخ نہایت دیکھتا تو معتدل و خارج بلکہ غلام حق
و متبعین ہوا کہ وہم و تردید سے محفوظ رہیگا و نہ اہل سنت و جماعت سے علیحدہ ہو کر ضال و ضلّ ہو جائیگا

ایک عالم حکمت و تدبیر کے گروہی نہ ہو پنی اور اسی خیال پر ایسے اسے کہ ارشادات قرآنی مثل والحد
فانکم دعا خلق اور خالق کل شیء وغیرہ اور تصریحات حدیث اور اجماع اصحاب بطور حلیت کو عبادت
پر دل سے کہ افعال عبادت پر دل یا شر کے سب مخلوق خداوندی ہیں اپنے اس نام کے عقل کے
پرورد سے پس اشیاء الہیہ ان کم نہیں ہوں نے یہ بھی نہ سمجھا کہ اس صورت میں اول تو انصوح علیہ اور
اقوال صلیحین صلیحہ خلاف سر پر کیا جو کسی طرح دست نہیں دوسری خبری حکیمہ یہ آئیگی کہ اس
صورت میں ایک خیالی تقدیر اس بات کا بڑا متنازعہ ہے کہ ثابت کر کے تمام عالم کو خالق کہنا چاہیے جس
خداوند کریم کی قدرت وفاقیت اور وعدہ لا شریک لہ ہونے میں سخت اشکال و فراہمی پیدا ہوگی کیونکہ
جب معتزلہ ہر ایک کو اپنے بڑا افعال اختیار کا خالق کہتے ہیں تو اب کہے کہ خدا ہی بڑا بڑا گئی اور ہر شے
خالق ہو گیا اور وحدت خالقین خداوند عالم کا شریک نہ ہو گیا اور مجموعہ عالم میں بعض اشیاء خالق
حقیقی الی مخلوق ہیں تو بعض اشیاء عباد کی مخلوق ہیں اور حسب ملائکہ و جنات و بی آدم کے افعال
اختیار مالا کر دیکھتے تو ہر عالم بندوں کی مخلوقات حق تعالیٰ شانہ کی مخلوقات سے بھی بڑھ جاتیں تو
کچھ عجیب نہیں اور یہ امر خداوند عالم کے عظمت اور بندہ کی پستی کے کچھ خلاف ہے لہذا بالمدن سورۃ الفہم
اب خود فرمائیے کہ معتزلہ جیسے مدعیان عقل کی حماقت کا یہ حال ہے کہ ان سبائل میں اپنی فہم پر ہونا
کے ایک خدشہ سے بچنے کے لئے کسی سخت اور ناملاہم بات جناب باری کی شان میں تسلیم کر دیتے
کاش اگر یہ بدھو شان نشہ عقل خلق اور کسے چیز میں متفاوٹ سمجھا اور اول خالق کے لئے اور ثانی عباد کے
لئے ثابت سمجھ لیتے تو جملہ نصوص شرعیہ اجماع سائنہ کی معمول بہا رہتے اور قاعدہ تکلیف اور افعال
خداوندی ہر امر موافق حکمت و عدل ہونے میں کسی قسم کا خلل نہ آتا چنانچہ کتب عقاید میں اس کی
تفصیل موجود ہے اور حضرت اہل سنت و جماعت نے اپنے قاعدہ کلیہ کے مطابق یہ کیا اگر نصوص قرآنیہ احادیث
ثبوتہ و اقوال صحابہ کو تو اپنی اصل پر قائم رکھ کر عقیدہ علیہا نہیں لیا اور افعال اختیار پر عباد کا خالق
حق تعالیٰ شانہ کو سمجھا اور افعال اختیار پر عباد کی مخلوق باری تعالیٰ ہونے پر جو شبہ مذکورہ بالا کی وجہ سے
خلجان ہوتا تھا اور کہ یہ عباد کا خلق اور چیز ہے اگر کتب معتزلہ اور افعال اختیار پر عباد کا خالق حق تعالیٰ ہے تو کوئی
وفاقی خود بند سے کو کبھی چاہئے تو اب بندہ مجبور محض ہو گا ہاں اگر بندہ کا سپ ہی ہو تا اور بندہ و مجبور
امور اختیار پر ہیں اسکا ارادہ اختیار واسطہ نہ ہوتا تو اس وقت مجبور محض کہنا درست ہوتا تو ہوتا اور اسکو

ایک عالم حکمت و تدبیر کے گروہی نہ ہو پنی اور اسی خیال پر ایسے اسے کہ ارشادات قرآنی مثل والحد
فانکم دعا خلق اور خالق کل شیء وغیرہ اور تصریحات حدیث اور اجماع اصحاب بطور حلیت کو عبادت
پر دل سے کہ افعال عبادت پر دل یا شر کے سب مخلوق خداوندی ہیں اپنے اس نام کے عقل کے
پرورد سے پس اشیاء الہیہ ان کم نہیں ہوں نے یہ بھی نہ سمجھا کہ اس صورت میں اول تو انصوح علیہ اور
اقوال صلیحین صلیحہ خلاف سر پر کیا جو کسی طرح دست نہیں دوسری خبری حکیمہ یہ آئیگی کہ اس
صورت میں ایک خیالی تقدیر اس بات کا بڑا متنازعہ ہے کہ ثابت کر کے تمام عالم کو خالق کہنا چاہیے جس
خداوند کریم کی قدرت وفاقیت اور وعدہ لا شریک لہ ہونے میں سخت اشکال و فراہمی پیدا ہوگی کیونکہ
جب معتزلہ ہر ایک کو اپنے بڑا افعال اختیار کا خالق کہتے ہیں تو اب کہے کہ خدا ہی بڑا بڑا گئی اور ہر شے
خالق ہو گیا اور وحدت خالقین خداوند عالم کا شریک نہ ہو گیا اور مجموعہ عالم میں بعض اشیاء خالق
حقیقی الی مخلوق ہیں تو بعض اشیاء عباد کی مخلوق ہیں اور حسب ملائکہ و جنات و بی آدم کے افعال
اختیار مالا کر دیکھتے تو ہر عالم بندوں کی مخلوقات حق تعالیٰ شانہ کی مخلوقات سے بھی بڑھ جاتیں تو
کچھ عجیب نہیں اور یہ امر خداوند عالم کے عظمت اور بندہ کی پستی کے کچھ خلاف ہے لہذا بالمدن سورۃ الفہم
اب خود فرمائیے کہ معتزلہ جیسے مدعیان عقل کی حماقت کا یہ حال ہے کہ ان سبائل میں اپنی فہم پر ہونا
کے ایک خدشہ سے بچنے کے لئے کسی سخت اور ناملاہم بات جناب باری کی شان میں تسلیم کر دیتے
کاش اگر یہ بدھو شان نشہ عقل خلق اور کسے چیز میں متفاوٹ سمجھا اور اول خالق کے لئے اور ثانی عباد کے
لئے ثابت سمجھ لیتے تو جملہ نصوص شرعیہ اجماع سائنہ کی معمول بہا رہتے اور قاعدہ تکلیف اور افعال
خداوندی ہر امر موافق حکمت و عدل ہونے میں کسی قسم کا خلل نہ آتا چنانچہ کتب عقاید میں اس کی
تفصیل موجود ہے اور حضرت اہل سنت و جماعت نے اپنے قاعدہ کلیہ کے مطابق یہ کیا اگر نصوص قرآنیہ احادیث
ثبوتہ و اقوال صحابہ کو تو اپنی اصل پر قائم رکھ کر عقیدہ علیہا نہیں لیا اور افعال اختیار پر عباد کا خالق
حق تعالیٰ شانہ کو سمجھا اور افعال اختیار پر عباد کی مخلوق باری تعالیٰ ہونے پر جو شبہ مذکورہ بالا کی وجہ سے
خلجان ہوتا تھا اور کہ یہ عباد کا خلق اور چیز ہے اگر کتب معتزلہ اور افعال اختیار پر عباد کا خالق حق تعالیٰ ہے تو کوئی
وفاقی خود بند سے کو کبھی چاہئے تو اب بندہ مجبور محض ہو گا ہاں اگر بندہ کا سپ ہی ہو تا اور بندہ و مجبور
امور اختیار پر ہیں اسکا ارادہ اختیار واسطہ نہ ہوتا تو اس وقت مجبور محض کہنا درست ہوتا تو ہوتا اور اسکو

ہوگی اور ان کا مقصد بھی محض ہونا اور طبع کو خلافت و مدد دینا ہے تو آپ متعجب نہ ہوں کہ ان
 خلافت کے بدستورین جناب باری کی طرف سے مدد تو آپ ہی کی طرف سے اور نہ کسی سے حکومت و عدالت
 بھی آپ ہی سے ہے تو آپ ان امور کی مقدور باری کہتے ہیں حق تعالیٰ کے کلام پاک میں حالت و کذب یہ
 لازم آئے گا اور خلافت و عدالت کا تسلیم کرنا اور اس پر چکا اور یا سوہرا اس حق تعالیٰ کے اقتدار
 اور تہذیب کے خلاف ہیں اس لئے بعض عقلا نے عدل وغیرہ کو حق تعالیٰ کے ذمہ واجب اور ضروری
 ایسا مان لیا کہ اس کے خلاف کی مقدور باری ہوئے سے انکار کر دیا اور اس میں یہ قطع سمجھا کہ آپ
 حبیب کذب خلقت سے اور اس کے کلام بھی پاک و سچے اور حق تعالیٰ شانہ کی جناب میں کسی خلاف
 و عدالت کا بھی مشبہ کرنا موقع غلط ہے چنانچہ اسی بنا پر بعض فرق معترض اسے صاف کہہ دیا کہ امور
 تیسرے کا صادر کرنا قندہ باری سے بالکل خارج ہے تعالیٰ المددین ذاکل منہوس اللہ کو تہذیب و
 یہ سمجھا کہ اس نام کی عقل کے بہرہ سے آیات قرآنی اشار الہیہ کا جہد خلاف کرنا چاہیگا اور انا ویت
 کثیرہ اللہ جامع و اقوال مذکورہ کی مخالفت خودی لازم آئے گی اور عقل سلیم کی بدست کو جہد باطل مانا
 ہوگا کیونکہ حق تعالیٰ کے ذمہ کوئی چیز واجب و حجب کیونکہ خدا پر حاکم ہو کر کیا جاسکے اور اس کی
 بات عقل تو کیا کوئی کم عقل بھی نہیں مان سکتا انھوں نے مدد فرما دیا کہ حق تعالیٰ شانہ پر یہ خوب
 عنایت کی کہ ایک خیالی تقدس ثابت کر کے اس تمام خلق کے عجز کو تسلیم کر لیا کہ جسکی قدرت و تہذیب
 مناسبتی اور بل ممکنات کو محیط تھی ملا وہ ازین آیات ظہیر اور انا ویت صحیحہ کے معنوں میں تار و تار
 و جہدات کر لی ہے اور جامع سلف کا صریح خلاف جہاد کسی نے سچ کہا ہے کہ خدا گوارے تہذیب
 بھی کرے اور علماء اہل سنت سے یہاں بھی مثل سابق اپنی اصل مقررہ کے موافق ہی کیا کہ
 آیات قرآنی و احادیث نبوی کو تہذیب سے منافی سمجھ کر عام اعلام اصل عقیدہ نہر لیا اور عدل
 مذکورہ کے رفیع میں عقل فہم سے کام لیا اور بدایہ عقل حق میں اس قدس کا یہ جواب دیا کہ کسی
 کسی قدرت و اختیار میں داخل ہونا اور امر ہے اور اس فعل کا صادر واقع ہونا اور امر و کسی
 عقل کی فقط قدرت میں داخل ہونے سے یہ کب لازم آتا ہے کہ اس کے بعد و کو کوئی اور امر
 مان لیا اور اس فعل کو فقط مقدم ہو سکی وجہ سے قادیان کی طرف منسوب بھی کر سکیں نہ جملہ
 کہ وہ اس کی اختیار ہی ہوں نہ ہوں بوجہ حصول قدرت علیٰ جمیع القلیح و الفواش مناسبتی و قاصد

فناں و کاذب ظالم و شارب غیر و کیناہ درست ہونا چاہئے قلیح مذکورہ کی تخلیق کی نسبت آئی یا نہ آئی
 و جو باطل بالبدایت لو آپ معلوم ہو گیا کہ اس قسم کے اطلاعات پسندی درست ہو سکتے ہیں یا خیال
 کے حصول کی نسبت آپ کی ہوندا ہے تعالیٰ کی صفات تو اعلیٰ و اشرف ہیں اور جہاں سے اعمال و
 و خیال سے بہت عال و رفیع ہیں دیکھئے بادشاہان و شیائین اگر کمالی درجہ کا مادل ہو اور خدا
 مادل و صفات ہمیشہ مجتہد و متغیر ہو تو اس کے معنی یہ ہونگے کہ خلاف مادل اسکی قدرت سے
 خارج اور خلاف الصفات کرے سے وہ مجبور و معارض ہو جسکو کچھ بھی فہم ہوگا یقیناً سمجھے گا کہ جیسے بادشاہان
 ظالم کو بوجہ حکمت اپنی رعایا پر خلاف مادل معاملہ کر سکی قدرت و اختیار ہے ایسے ہی بلا تفاوت
 سلطان مادل کو بھی بوجہ حکمت کا ایسی ہی زیر دستوں پر خلاف مادل و صفات کر سکا اختیار
 حاصل ہے کون نہیں جانتا کہ لوسٹیروان کو تہذیب و جنگیہ خان سے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کو حجاج بن یوسف سے اپنی رعایا پر تعدی کر سکی قدرت و طاقت کچھ کم نہ تھی البتہ وہ ان مطلق
 اپنی صفات پر تھی و مادل و مادل کی وجہ سے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مادل خدا و اہل جامع
 شریعت کے بہت ان امور سے احتراز کا مال اور متفر نام کرتے تھے اور فقط اس قدرت ملی تعدی
 کی وجہ سے کہ وہی صاحب فہم و حکو ظالم یا غیر مادل نہیں کہہ سکتا بلکہ نظر صفات قدرت تعدی
 و خلاف مادل کا بنی حکومت و غلبہ ہے جسقدر کسی کسی حکومت و غلبہ حاصل ہوگا وہی قدر و سکو
 اپنے اختیار کے موافق ہر طرح سے تصرف کر سکی طاقت و قدرت موجود ہوگی سو خداوند حکم الہی کمیز
 کی قدرت پر مبنی ہر طرح سے تمام و کامل پر اس سے زیادہ یا امور یعنی حکومت و تسلط کیونکہ
 آسکتے ہیں اس کے اس ذات پاک کی رتبہ قدرت و اختیار بھی کیونکہ حاصل نہیں ہو سکتا یہ ہر شے
 ہے کہ بادشاہان دنیا تو اس نام کی حکومت اور مجاہدی سلطنت پر پناہ میں سیوا کرین جاہلین جہد
 اور ان حکم الخاکیں اور مالک حقیقی خود یا خدا یا کسی مجبور ہو جائے کہ کچھ مصلحت ناس اور منفعت
 عباد اور سوائے عدل و داد نہ دے سکی نہ سکے اور یہ امر اسکی قدرت و اختیار ہی سے کل جامع
 و مافقہ و اللہ حق قدر و جواب مطلقاً عقل ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کی قدرت اور اس کے اختیار
 کامل اور علم ممکنات و تہذیب و اس میں داخل رہا یا نہ رہا اور متعلق عباد کو نافع ہوں یا ضرر مافی
 مادل ہوں یا مخالفت قدرت میں حجب ارشاد انصوح اس فعل کیا جاسکے اور کیا جاسکے کہ

دانشین و دانش را بکتاب بعضی از اهل منزل کا مشرکت برانچه عبارت منقولہ شرح حقا صد اور اسکے واسطے
 قسب اسکے یہ موجود ہیں اور مسئلہ وجوب مدلل بوجہ منکر کا مذہب مشہور ہے و سکی ایک شائع
 ہے البتہ ان طبایع کا سطح مقدور باری بنانا کو صحیح خلق قدرت کو کوئی اور امر بھی مانع نہیں ہوتا
 معلوم کے صدور و فعلیہ میں استعمال یا غیر ہی انویہ و درستی خلق قدرت کا مذہب ہے اہل سنت اس
 قدرت کے ہرگز قابل نہیں بلکہ اہل حق کا قول دونوں فرقے منکر کے و طبعین واقع ہے نہ
 قدرت قدریہ سے بالکل فاج اور متشعب بالذات فرماتے ہیں جیسا فرقہ اول کہتا تھا اور نہ ایسا مقدور
 فرماتے ہیں کہ خلق قدرت کو کوئی امر مانع ہی نہ ہو جیسا فرقہ ثانی کا مذہب تھا تاہم و مائل اور عالم
 اہل سنت کے اس ارشاد سے کہ قدرت علمی الصبیح اور صدور و فعلیہ میں فرق ہے اول میں یہ ہے
 قیاس کمال ثابت ہوتا ہے اور امر ثانی میں قیاس تمیل لازم آتا ہے بہت سے قدرات سے نجات لیا
 ہے اسلئے اسکو خوب محفوظ رکھنا چاہئے اور قریبات جیسا کہ عقل نہ دینا چاہئے یہی طریقہ اہل سنت و جمہور
 سلف کرام ہے البتہ قدرت کے دونوں عنوان میں عقلی حرات ابھی اشارہ ہو چکا ہے اور مقدور کتاب
 میں امر اسے ذکر ایک ہے فرقہ فرقہ لفظ کہتا چاہئے و دراصل اہل سنت و اہل ایمان میں مثل مولفہ منکر
 فرق کرنا و شمار چوکیا کما م علاوہ ازین سب جانتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام باوجود حصول قدرت
 پر کمال نبیات سے محفوظ و محصور رہتے ہیں اسلئے انکے کمال فضیلت ثابت ہوتی ہے اور جو شیخ
 عدم صدور و محضت چونکہ بوجہ عجز و عدم قدرت اسلئے مدح کے مستحق ہیں نہ ثواب کے و قدرت علمی و
 جیسا کہ عقل صدور و قیاس موجب نقصت ہوتی تو معاملہ بالعکس ہونا چاہئے تھا بلکہ خواہیں ہو میں
 جو امر اس ملک سے افضل ہیں اسکی برتری و جبر ہی قدرت ہے جبر کہہ دانا جانا و امتحان ہے اس
 بیان سے ظاہر ہو گیا کہ صدور و قیاس ہر چند مذہب تھا مگر قدرت علمی الصبیح موجب کمال و بامست
 فضیلت ہو گئی یا جو علمائے اہل سنت نے خلافت مداح جسکمال یہ نکلا کہ خداوند تعالیٰ کی
 بھی کمال ہے اور اس کے مدح و حکمت میں نہ بھی کسی قسم کے ظیل اندازی کی نوبت نہ آئے مثل
 مستزاد و اول ثبوت مدلل کے لئے قدرت باری میں خداوند تعالیٰ کی اور انصاف میں شہرہ
 قطعہ اور اجماع سلف مومنین کا جدا خلافت کیا اور ہر امر پر شہرہ و ماہیات سے منکر الیہ
 اہل علم تو یہ کرتے ہیں اہل سنت کے ذمہ اپنی کم نہیں بلکہ بدولت یہ الزام لگاتے ہیں کہ

یہ قول اہل سنت و جمہور ہے کہ قدرت علمی و صدور و فعلیہ میں فرق ہے

نفاذ و اجمال کے مدلل کو ضروری نہیں کہ یہ خلافت مدلل و اسلام میں خدا کے لئے
 توجہ کرتے ہیں انھوں نے مدین سے راہ پر صابویر سے اس مرتبہ ہت بلکہ لون کہتا چاہئے کہ منکر اور خدا
 تعالیٰ کو خفا مدلل کہتے ہیں اور قادر مطلق باری ظہور نہیں بتلائے اول اہل سنت مدلل و قدرت
 دونوں مطلقوں کو باری اور اسلئے کہ ہے جن اور ایک کی وجہ سے دوسری محضت کے کمال میں کوئی
 نہیں کرتے بات کو کم نہیں اور کئی عقل پر لگتے ہیں وہ مجیب نہیں ابھی ہی کہیں کہ ان کے
 کے ذمہ علم اسلئے کے واجب کہنے اور افعال قیہ کے صدور و خلق متشعب بالذات ماننے میں مستزاد
 اور تقدس ہے اور تقدیر عدم وجوب کی صورت میں نہیں مگر جکار و عدم انصاف صاف ہے وہ
 ماننے میں مدلل محضت کے ارشاد کی موافقی وہ مستزاد کمال موجود ہے اسلئے ہر وقت و طاقت میں ہوا
 اور تقدس ہائی میں قدرت باری تعالیٰ میں تو بوجہ عدم حصول جملہ ممکنات نقصان پیدا ہوئی
 تھا تقدس باری ہر چیز کو ناز و تباہ بھی اہل عقل کے نزدیک جانا رہا کہ خلافت مدلل و محضت
 جیسا مثالی تقدس جہاں سے ہرگز عدم قدرت علمی ممکنات جسکو عجز کہتے ہیں حقیقت کے
 نزدیک مثالی تقدس اور مخالفت مستزاد ہے اور جب اس کے ساتھ یہ بھی لانا لیا جائے کہ آیات والہ
 علی عیون القدور مثل ان الدلیلی کل مشنی قدیر و غیر وہ میں سب جانتے تھے تاہم وہ جلیلہ سلف ہا جبر
 کے نزدیک محضت میں حق تعالیٰ شانہ مقدور و جملہ ممکنات ذاتہ کی خبر دینا ہے ثواب ہے کہ
 موافقی اسکا کہ کذب تو کہنا فعلیہ کذب کا اقرار کرنا ہے ہر ایسی عقل پر معجزہ اور انکے امتناع
 کے اور سکی ہوگی کہ ممکنات کذب و خلافت مدلل و حکمت و حیرہ سے کہنے کی وہ مدح مجیب انکا اول کہ
 فعلیہ عجز اور فعلیہ کذب جو بالالتفاق متشعب ہے لازم آگئی حالانکہ مذہب اہل سنت کے مطابق جبر
 معتزلہ انکار کرتے ہیں کوئی خدائی بنظر انصاف لازم نہیں آتی البتہ اگر اہل حق خلافت مدلل و حکمت
 و حیرہ کے تحقق و فعلیہ کے قابل ہوتے یا اگر محض صدور و ممکن یا بعضی مثالی قیاس کے جبر میں اسلئے
 بالغیر بھی نہ ہوتا تو یہ معتزلہ کا اعتراض درست تھا مگر صدور و فعلیہ کے تو خواہیں محضت صدور کے
 ساتھ منکر ہیں وہ تو قطعہ قرار ہے میں کہ خداوند مکریم بوجہ قدرت و حکومت اپنی عباد کے حق میں
 جس قسم کا چاہے تصرف کرے کوئی اور جبر یا جبر نہیں لیکن چونکہ قدرت و حکومت نامہ کے ساتھ
 اسکا عقل و حکمت کرم و حکمت بھی تحقیق ہے اسلئے باری و تحقیق قہر و کرم اور خلافت حکمت و

حیات کے حق میں ہرگز صادر نظر نہ کیا جائے نتیجہ ہی محالاً اس مذکورہ بالنظر الی القدرہ ممکن رہیں اور
 بالنظر الی الحکمۃ وغیرہ مستحکم ہی ممکن بالذات اور مستمع بالغیر میں محسوس ہیں اور منشا اس کا یہ ہے کہ
 بالادبی الامر ہے کہ معتزلہ نے قدرت علی القیاس اور صدور قیاس میں فرق بین کیا اور منہ بالہین بعید
 بالحدیث ایک قاعدہ کلیہ ہے اس پر اور بہت سے مسائل فلان فی اعتقاد یہ کیا ہیں اہل سنت و آخرت وغیرہ
 نظر آتے ہیں دیکھئے معتزلہ اور ان کے اتباع نے جو ثبوت تقدیرہ دعویٰ ترقی پزل و علی اور عذاب قبر و
 وزن اعمال وغیرہ امور شرعی قطعیہ کا انکار کیا ہے سب کا یہی یہی ہے کہ ان مسائل کے تسلیم کرنے میں
 کوئی کچھ خدشات عقلیہ جو ان کے فہم میں گذرے تو اپنی عقل ناقص پر اعتماد کر کے تو ان مسائل
 مستصوابہ جماعیہ کا اصل سے انکار کر دیا اور خلاف قصود و مخالفت سلف کا اسلام خیال نہ کیا اور
 اہل حق نے اسے موافق میں خارج و خدشات کی وجہ سے طریقہ اتباع سنت و شریعت کو ہرگز
 ترک نہ کیا بلکہ طریقہ اتباع شریعت کو اس شخص بقا شاک سے پاک و صاف کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور غریب
 عقل حق الوجود اسی میں بہت لگائی چھانچا اہل علم اس امر کی تعمیل سے بخوبی واقف ہیں کہ
 عقاید میں یہ جملہ مسائل حد اعتراضات و جوابات سورہ میں اور ان سب اعتقادوں کا مشاہدہ تو یہی
 امر ہے کہ جو امر مورد عقل ہو یعنی معتزلہ وغیرہ نے اپنی عقل ٹار سا کیا اصل عقاید قرآن و دیگر شعور شرعیہ
 میں خلاف و خارج القیاس کرنا شروع کیا اور اہل حق نے قصود و اشارات سلف کو تو
 مستفاد علیہ کیا اور اوراق حقیقات ظاہری کے رفع فرمائے میں ہدایۃ الی حق عقل حق بین کلام
 کیا اور باوجودیکہ التفریق بالحدیث سے حضرات اہل سنت پر اس قسم کے شبہات عقلیہ بکثرت پیش کیے
 لیکن حضرات ائمہ و فہم نے بتائیں ہدایۃ الی ادب کے مقابلہ میں اپنی اصل عقائد مذکورہ کو ہرگز نہ چھوڑا بلکہ
 ان فرق کے شبہات کو بہت ملایا است اپنے اپنے مرتبہ کے موافق تہا ابرو کر کے میں سرگرم رہے
 حق رہے جو اہل سنت سورہ بوج نقیہ علماء سنت معتزلہ کے دام ترویج میں نہ آئے یعنی جو عقائد
 مذکورہ ہم رکھتے تھے وہ عقائد نے تو شبہات مذکورہ مخالفین کو جوابات مثالیہ سے روکیا اور وہ عوام جسکو
 حق ایماست علمی اور استدلالیہ نہ تھا بلکہ انکلمات شرعیہ عقاید اسلامیہ پر اس شبہات و غیبات نے یہ
 عقیدہ عام و جملا اتنا سمجھا کہ گو ہم جواب دہ کیسے لیکن قابل عقیدہ جو مخصوص شرعیہ امور قطعیہ کو ان
 نہیں خدشات و غیبات و دعوات خارج و داخلہ نفس فیوہ لامل اس پر اس قابل کہ میں ان عقاید بالقصود

۱۰ اجماع سلف اور جو معتقد علیہ بنایا جائے اور بتاریخی عقل ہی کیا ہے جس کے ہیروں سے اس وقت علیہ کا انکار نہیں
 انہوں نے یہ سمجھ کر اور اطاعت انصوں کو واجب بنا کر ان حدیثات کو لاعمل پر کر دیا اور انہوں نے ان
 اور عقیدہ صحیحہ عالم ہی کیا ان کے انہوں کے سوا ایک دوسری قسم کے انہوں کے جو حضرات معلوم نہیں ہیں
 ان کو جہالت کہتے تھے لیکن معلوم نہیں ہے کہ یہ وہی واقفیت نہ تھی جس کے مخالفین ان کے یہ کہتے تھے
 اور اول یہ تو وہی جو یہ ہیں نہ کہ ان کے مثل جو اہم اکابر اسلام اور علماء شریعت کے ان امور میں عقیدہ نفس پر
 مثل فریق ثانی معتزلہ کے طریقے سے کیا اور ان کے خرافات سے محفوظ رہتے اور یہ امر ثانی یہی ہے کہ
 کہ محققان شریعت و علماء سنت کی طرز کے موافق اس قسم کے امور میں ثابت قدم رہنے کی توفیق کیا کہ
 مثل معتزلہ ان امور میں اپنی لاسے پر اکتفا کر کے ایک جانب عقیدہ جہالت پر قائم رہے اور انصوں سے انکار
 سلف کی طرقت توحید تمام کی کاش اگر یہ صاحب قاعدہ سلف پر قائم رہتے تو انشاء اللہ معتزلہ کی خیال
 ایسے امور میں ہرگز اختیار نہ کرتے یا پھر عدم شغل علوم شریعت اگر اپنے آپ کو علماء معتزلہ اہل سنت اور
 اکابر امت کے درمیان مثل قوام عقیدہ نفس سمجھتے تو یہی اس خرابی سے محفوظ رہتے چنانچہ بعض اہل سنت
 ان کے یہ زمانہ میں بوجہ امر معلوم اپنے قاعدہ مسلم کو ترک کر کے معتزلہ کی خیال اختیار کر گئے اور اپنی
 رائے کے یہ دوسرے مخالفت انصوں و مسابیت جو وہیں جہالت ہو گئے دیکھنے والے اور ان صاحبوں کو
 یہ حدیث ہو کہ اگر نظیر حضرت خاتم النبیین علیہ علی آلاء الصلوٰۃ والسلام کو حق تعالیٰ کی قدرت میں
 کیا جاسکتا تو انہوں نے اس کتاب کا رد بھی ممکن ہو گا اور جب یہ ہو تو وہ قاعدہ خاستہ بعض قلمی بن
 آج کا ہے اور کتب تکذیب ہو سکتی اور اسبق القائلین کی تہذیب کذب مافیہ پر بھی اس خرابی سے
 پہنچنے کی توجہ ضرور رکھیں مثل معتزلہ ان صاحبوں نے یہ نکالی کہ نظیر حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم
 اللہ کے حکم کو قیام کے احاطہ قدرت تکذیب سے نکال یا یہ کیا اور یہ تو فحش ہوئے کہ اس صورت میں
 الزام تکذیب و بیعت وعدہ جناب باری صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوتا تھا اس سے تو بالکل نجات حاصل ہوئی
 تھی اور ان کے ساتھ حسن اتفاق سے انہوں نے عقلیت رسول قبول علی الصلوٰۃ والسلام بھی دیا
 ہو گیا چنانچہ فحش ہو کر برآید ہو گیا کہ رشہ روکا اور جب اس صورت میں ان صاحبوں کو یہ سرور دفع
 ایسے نظر آئے کہ وہ صورت عقلی نظیر نبوتی علیہ السلام تحت قدرۃ الہی ایک بھی معلوم نہیں تھا
 تو اس کے اس عقیدہ یعنی انشاء ذات نظیر خیر والہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے سے کہ ہلاکت پڑے اور ان کے

پریشان سے انشاء العبدی فی حق منصف بالاحمال ہے چنانچہ اگر اس قسم کے امور میں اہل سنت کا کیا
مسک ہے اور طرق یا طریقی کیا پایا ہے اور جب کوئی نزاع و بارہ تشریح و تقدیریں جناب حق جل
وجل کی پیش آئی تو اہل سنت یا مخصوص علماء فقہین طریقی اہل سنت کو حق ہو گا کہ حسب ارشاد مسافت
مواظق طریقی اہل سنت اور حکام فیصلہ کریں ایسا ہو گا کہ حشر و جبر کے موافق اور سکار قیام چاہیں بلکہ
یہ لوگ ایسے مواقع میں مسک اہل سنت کو اختیار کریں اور انہوں کو دایرہ اہل سنت سے خارج قرار دے کر
اور سکار کا لقب اور کئے لئے جو کر کے تیار ہوں اس قدر انسان مشکل سے انشاء اللہ ناظران اوراق حق
تجربہ میں پھریں یہ امر آجائے گا کہ تشریح و تفسیر میں ہے اور میں اہل سنت کا کیا مسک ہے
اور اہل اعتدال کا کیا مسک ہے اور تشریح و تفسیر جناب باری میں جو قدر شائستگی پیش آئیں اور کئے رفع کی
اہل سنت کے نزدیک کیا صورت ہے اور سکار کے نزدیک کیا کیفیت ہے اس کے بعد مسئلہ جو بحث عنہا
میں جو خلاف ہے اس کی تفصیل فرض کرتا ہوں ناظرین بالانصاف مسئلہ منقول سابق کے موافق ملاحظہ
فرما کر خود انصاف کریں کہ وہ دونوں مسکوں میں کون سا مسک اہل سنت کے طرز کے موافق ہے اور کون سا
مستند کے سوا امر تو عرض کر چکا ہوں اور سب جانتے ہیں کہ حق تعالیٰ شائستگی کا حکم ہونا عند اہل سنت
مسک متفق علیہ ہے لیکن اس زمانہ میں یہ نزاع پیش آیا کہ حق تعالیٰ شائستگی جیسا مسئلہ مطابق الواقع کے
العقاد کے نزدیک قیام ہے جو طرز مطابق الواقع کے العقاد پر بھی اور اس قیام مطلق کو قدرت ہے یا
بہین یعنی مثلاً حالت قیام یہ زمین جلازید قیام کے العقاد پر جیسے بالاتفاق اور سکار اور سنے ہیں حالت
تھوید میں بھی ان غزوات کی ترکیب کے العقاد و نزاع پر اور سکار قدرت ہے یا نہیں اب اس صورت
میں یہ وقت پیش آئے کہ اگر یہ کہنے کہ حالت شائستگی میں بھی جلازید کو باوجود عدم مطابق الواقع اس کی
قدرت میں داخل ہے اور دونوں حالتوں میں قدرت کے اندر اصل القادرت نہیں تو اس ذات اقتدار
کی نسبت کہ جہاں کہہ کر محض اہل سنت سے فراموش کیا ہو تو ہم نہیں ہو سکتا کذب جیسی گندی چیز کو تو جو کر کے
رہا ہے اور اگر کہنے کہ حالت تھوید میں جلازید کو کا العقاد اس کی قدرت قدیم کے خارج اور اس کی
ترکے ذات واجبہ ہے اور اہل توحید یا مشعل سلیم کے نزدیک خلاف پادہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ
حالت میں جلازید کو کہہ کر متاع ذاتی کے اول تو کوئی اور خاص مجاہدین نہیں آتی دوسرے جلازید کو
بجائے ہر طرح انصاف کہیں ممکن بالذات ہونا اور کبھی مستثنیٰ بالذات ہو کر انقلاب ذاتی سے جو

اور کئے نزدیک قابل تسلیم نہیں تیسرے عموماً قدرت باری بالمشائی امکانات و خصوص و اجمال
و عقل سے ثابت ہے اس میں کلمہ کمال عقل ڈالا جاتا ہے بلکہ قدرت حمد سے بھی اس کو گھٹایا جاتا
ہے اور یہ بات کسی طرح قابل تسلیم نہیں عرض دونوں جانبوں میں ایک ایک خرابی لازم آتی ہے
قبول شخصے اور کھنواں اور ہر کھانی سو حسب قاعدہ مسلمہ انسان اور انسانی جبلتیں اختیار ہونا
ہر ایک فرقہ نے اپنی فہم کے موافق عمدہ اور اولی جانب اختیار کی سو صاحبان معقول اور متحان
مولوی فضل رسول نے تو سب کا حق تعالیٰ شائستگی ذات متبرہ اس کی ذات پاک تک نہ کسی عیب
کی رسائی نہ کسی نقصان کی آنچا شیں کہ کتب جیسے مذہب اور گندی چیز کا وہاں کیا کام اس نے
اونہوں نے تو حکم قطعی لگا دیا کہ جلازید مخالفت واقع کی انعقاد و منزل سے ذات ایزد سبحان عاجز
ہو رہے گو وقت مطابقت بہینہ اسی جلازید کے انعقاد پر اور سکار قدرت نامہ حاصل ہتی اور اس
کی فعلیت ہی صحیح و ممکن تھی اور متبرہ عن الکذب کی طرف ایسے دھوکے دوسری جانب یعنی عموم قدرت
کے نقصان اور عقل کا اصلا خیال نہ کیا اور کوہن سے بچے تو کھاتی ہے بچا گیا ایک خرابی سے بچنے
کی فکر میں دوسرے طرفی خرابی سر پر لی بلکہ اس خیال کی تائید میں ایسے سرگرم ہوئے کہ انھوں
تخلیہ اور اجماع مسافت میں خلاف تصریحات علماء انھیں وقادیں جاری کرنے لگے سخت قیوس
ہے کہ اس گروہ نے باوجود اتباع اہل سنت اس اعتراض کے و خبیہ کے لئے حضرت اہل سنت
کا طریقہ اور تعلیق ترک کر کے مستزل کے طور پر اس کو دفع کرنا چاہا ابھی عرض کر چکا ہوں کہ مستزل
نے بہینہ ایسے ہی شہادت کی وجہ سے عدل کو واجب اور خلاف عدل و حکمت کو قدرت
قدیم سے خارج کیا ہے اور افعال عباد کا خالق خود عباد کو بنایا ہے اور مخالفت خصوص و اقوال
اکابر کا اصلا حق نہیں کیا بلکہ اپنے خیال کو اصل عقیدہ نہ کر لیا جس و اجماع کی تخصیصات و تاویلات
بجائے اصل پر کربا بندی سے سو وہی جلازید اور ان متحان سنت نے کر دیا ہے بلکہ فرقہ قدیمہ نظامیہ
نے جو جلازید مور قیحا اور افعال دسمیہ کو قدرت واجب تعالیٰ سے خارج کر دیا ہے اور ان کا منشا اور
اونکی دلیل حدیثی ہے جو اس فرقہ جدیدہ نے بیان کی بقول شخصے وہی فتنہ ہے لیکن یہاں لرا
سائے ہیں اہل سنت سے اور سب جانتے ہیں کہ مستزل سے جو کچھ کیا اپنے خیال کے موافق حق تعالیٰ
کی تہذیب قائم رکھنے کے لئے کیا گیا اور مفصلاً بہینہ دسی قصہ اس گروہ جدید نے حق تعالیٰ کے تہذیب کو گھٹایا

تائید کر کے لئے کہ یہاں جیسا کہ انہوں نے قدرت متبرکہ کی آواہ میں بعض ممکنات مثل خلقت عالم
 و حکمت و جبر و کون و غیرہ عقود و کتبہ یا تھا و سبیل معلوم میں مسموم قدرت میں خلل اندازی کی کچھ زیادہ
 نکل بھی ایسا ہی اس طائفہ نے متبرکہ اور تقدس کے پروے میں بعض ممکنات یعنی خلالت اسحق کو
 غیر مقدور کہ مسموم قدرت باری میں رخصت اندازی کا کچھ خوف نکلیا اور سطح معتزلہ سے بعض اشیاء کو
 حق تعالیٰ شانہ کے مسموم و جب کہ دنیا تھا او سیطرع ان حضرات نے اسحق کو جناب باری جل مجدہ
 و مہر واجب بنا دیا اور فیصلہ مسلمہ مصر و علماء مستحکم لا یجب علی اللہ شیء کا صریح خلاف کیا اور اس غلیل
 پر عملی راست کو بالتصریح فرقہ مزہر میں داخل کر چکا اور البتہ استخوان سو حقیقتہ میں جیسا معتزلہ و سبیل
 و جب اصل میں اپنے آپ کو اہل العدل کہہ کر اہل سنت پر تعریف کر رہے تھے او سیطرع اس فرقہ نے
 اپنے آپ کو اہل سنت میں داخل کر کے حضرت اہل حق کو مزہر داری کہہ دیا مگر جیسا و مسکا فی جہالت
 سے ایسی قول ثانی کا اشتہار اور تصحیح کا شکر اگر حضرت وہ چال اہل سنت کی چار و چرخ کر لیا
 ہوں اس قتال کے دفع کے لئے اختیار فرماتے تو بطور ایمون سے بچ جاتے اور ہر شکر ایک طائفہ
 نے اس قسم کی خرابیوں سے بچنے کی یہ تدبیر نکالی کہ دوسری جانب اختیار کی یعنی یہ کہا خداوند کا
 جو جلیلہ طائفہ کے اعتقاد پر ایسی ہی قدرت ہے جسے حمل مساوق کے اعتقاد پر اور مطالبہ المواقف اور
 مختلف المواقف بلوں کو یکساں کر دیا حتیٰ کہ تعلق قدرت اور تحقق خلیہ کو بھی تجویز کر دیا اور اسکا قول
 کر لیا کہ اگر کسی بلا میں خلالت واقع کے مسموم و اعتقاد و غیبتہ کی یہی نوبت آجائے تو کسی قسم کا استخوان
 اور کوئی چیز زمین خود یا سدن نہ لگے اور بشرط فہم و انصاف فرقہ مزہر داری کا یہی مطلب ہے کہ باقی
 یہ فرقہ کہانی سے بھاگ کر زمین میں جا کر اور یہ دونوں مذہب معتزلہ کے میں فرق ہو گا تو یہ ہو گا
 کہ مذہب اول نظام یکساں و اتالی مزہر داری کا اور علماء اہل سنت و جمہور اللہ تعالیٰ اور ان کے سبیل
 بیدارہ الخدیج و ہاتھ اپنی اصل و فائدہ کے موافق وہی چال اختیار فرمائی جو سبیل اول
 والا میں بقایا و معتزلہ اختیار کی تھی جسکو سبک نشاء اللہ تعالیٰ منصف فہم فوراً تسلیم کرے اور یہ
 دونوں فرقوں کی بات بجز قابل التفات نہ سمجھتے اور تعصب کا علاج ہم طیسوان کی آگیا حقیقت
 سے بے اطلاع و ایمان سے بھی ہونا و شواہد اور وہ چال یہ ہے کہ علماء اہل سنت نے ایمان کی کئی کئی
 قرآنی و احادیث نبوی و افعال سلف کو تو اصل عقیدہ شہرہ آراء و قدرت اور تقدس جناب باری کی

یہ تسلیم کیا کسی حد تک عقل کی وجہ سے ایک کا بیرو سے کے نقصان سے نہیں کیا جیسا کہ پہلے
 اور ان فرقوں نے کیا تھا اور خداوند مکرر کے رقع کرنے میں فہم عقل سے کام لیا اور سبیل مستحکم
 عدل میں اہل سنت فرماتے تھے کہ خلاف عدل ہر چند ممکن بالذات اور تقدور باری ہے مگر وہ
 اور ان جناب باری نے اس مسئلہ کو نہایت قرین و سترین کے اعتقاد و ستریل بلونہ قایم جیسا حالت قیام یہ
 میں مقدور باری تھا ایسی ہی تھو وریہ کو وقت میں مقدور حضرت ذوالجلال سے افسر مقدور میں اللہ
 ہرگز نہیں آیا مگر اس حکمت و رحمت و صداقت و عدالت متبرکہ و تقدس کی وجہ سے ایسے بلوں کے
 ساتھ اسکی قدرت تمامہ کے غلطی کی کہی نوبت نہ آئی اسی مثل خلالت ملل بل مذکورہ کے اعتقاد
 و اسکا وقت بل بل باوجود قدرت و تائید کسی ارادہ و تائید کا اور اسوجہ یہ امور ازلا و بعد عدم ہونے
 جسکا وہی غلام و نکال اور یہ قدرت و تائید اسکی قدرت کامل و شامل ہے اور یہ عدم تحقق و عدم وقوع
 اور اسکی تقدس متبرکہ میں ہر و تفاوت نہ آیا بلکہ دونوں مستحکم اپنے اپنے مرتبہ میں جیسا چاہتے تھا
 حقیقی و مسلم زمین مثل فریقین سابقین یہ کیا کہ تقدس قایم کہنے کے لئے قدرت میں با قدرت کے
 عام کہنے کی وجہ سے متبرکہ میں کسی قسم کا خلل و الماحاجہ سے و الحمد للہ شہر و تری الفضلہ الارضینہ
 اشرف شرف و السحاب کہن و باریہ مکرر نفس کر چکا ہوں کہ فائدہ علی القیام اور صدق قیام کا ایک
 حکم میں ثانی غیبت نقصان شمار ہوتا ہے و اول کمالات میں محدود ہے خدا کے لئے جیسا ایک
 گردہ باطل کے کسٹ خلق یکساں ہو کر خلق شر کے لئے دوسرا خلق ملان لیا اور خدا کی متبرکہ و تقدس
 کے شوق میں گردہ شریک کے ہر حقیر شے اس طرح ہو گئی سبب فائدہ علی القیام کو صدق قیام
 کے سادہ مشاغل و کجکار و سبب طلال و استخوان کا علم نہ لگا وین اور حق تعالیٰ شانہ کے تقدس
 و متبرکہ کے خیال میں گردہ نظام کے ہر دستاں ہو جائیں و نہ عقل سلیم کی خلالت لازم نہ آئے
 بلکہ انھوں نے اجماع سلف و احوال اہل سنت سے دست برداری کر لیا و یہی کہ لا یجب علی اللہ شیء
 و تصاف فرمایا کہ مسئلہ مذکور میں ہر ساقاں میں سے کوئی اسکا اوقت یا انھوں حق العقل اور
 مطالبی مذہب اہل سنت ہے واقعی مذہب ثالث اہل حق سے بتائید ابھی ایسا مذہب وسط
 اختیار فرمایا کہ زمین اور کہانی دونوں سے سالم نکل گئے اور بالسطر الی القعدہ جملہ مذکورہ کو عقیدہ

باری کی کتاب نظر الی الحکمت والقدس متبع الصدور والحق فرمایا مقام جہت ہے کہ در بیان مقبول
اس فرق محیب و طبع سے ایسے غافل ہوں یا متامل کہ باوجود صراحت و تہذیب ہی بیخودوں اور
چوہر و موصول الی ہی کو نزدیک و دور جنت سے فاصلے کو موجود ہیں یہ قصہ بعینہ ایسا ہے جیسا
حضرت امام عظیم رحمۃ اللہ علیہ نے ایمان نفس تصدیق کو فرمایا اور اعمال صالحہ کو اوس سے ناپید
اور اوسکی فروع فرمایا اور اعمال کو ختم و مکمل ایمان کہا اور فرقہ چہرے نے اعمال صالحہ کو نفس ایمان
سے ایسا خارج اور ناپید کیا کہ کسی مرتبہ میں مانو و مطلوب ہے نہ کمال پر بعض ظاہریوں کے غلط
اس میں اکثر شک و یکہ کہ یہی ناپید کئے ہیں اور حضرت امام ہی اعمال کو نفس ایمان سے ناپید
فرماتے ہیں حضرت امام اور ان کے اتباع پر جنت ارجا کا دسی اسی طرح صاحبان معقول اور گروہ
مبتدعین نے کلام مذکور کے مقدور بار ہی کئے سے اکابر اہل سنت اگلے پچھلوں کو فرقہ مزداریہ
میں داخل کر دیا پہلا فرقہ اگر تافرقی ہو نہ کہ کتا کہ طاعات کو جس نے ناپید کیں اعتبار سے کہا ہے
اور حضرت امام ناپید کیں اعتبار سے فرمایا ہے کہ تو پر گزرا ایسا حکم نکالتے علیٰ انقباس فرقہ جدید
ہی اگر اتنی قیہ کرے کہ کلام غیر مطابق کو فرقہ مزداریہ کے مقدور بار ہی کئے کی کیا صورت ہے اور
اور علماء اہل سنت نے جو اسکو مقدور فرمایا ہے اوس کی کیا کیفیت تو پر گزرا ایسی جرات کرتے ہیں
وقت احتیاط و خوف و قوسہ صاحب تنزیہ میں نہ آتا ہے شہر و مکہ میں غایب قولا صحیحاً واقعہ سن انہم استقیم
نہ سو خیر ہو سکو تو جیسے اس افراد جہان کی کائنات ہونی چاہئے ویسے ہی حضرت امام علیہ السلام کے اس
اختلاف اعتدالی کی فرست ہونی مناسب ہے لیکن اسکا کیا علاج کہ جیسا فرقہ جدید نے بوجہ مشاکلت
معلومہ بد تدبیر اہل حق کو نزدیک کیا ایسا ہی اگر کوئی بیباک ان صاحبوں پر مستحکم ہو نیکیا الزام
لگائے اور اوسکی وجہ وجہ یہ بیان کرے کہ جس طرح پر متزلزل کے ایک فرقہ نے خلاف عدل وغیرہ کو
بعید قیچ اختیار و قدرت باری جل مجدہ سے نکال کر اپنے اقتدار کو جب کہ دیا تا بعینہ اسطرح چر لانا
صاحبوں نے جملہ خلاف واقع کو حلیۃ قیچ حق تقاضے کی قدرت نامہ قدیمہ غیر مناسب سے باطل خارج
کر کے سنت واجب کو اعتقاد جملہ مذکورہ سے مخیر محض تسلیم کر لیا اور صدق کو اوس کے وسوسہ واجب
نہ دیا نہ اسکا کیا جواب ہے جیسا تو پر و ابانچل اسس نظر سے جب یہ معلوم ہو گیا کہ مسئلہ
معلوم میں کل نزاع کیا اور ہے اور ہر ایک فرقہ نے جو اس مسئلہ میں اپنی

ماننے سے ایک جانب اختیار کی ہے اوسکی کیا وجہ ہے فوج صاحب فہم سلیم کے ساتھ ہم انصاف
ہی رکھتے ہیں وہ تو انشاء اللہ تے ہی بیان سے حق و باطل کو سمجھ گئے ہوتے اور لقب مزداریہ
کو نتیجہ شدت تحسب یا قلعہ تدبیر بخوبی جان چکے ہوتے ان اس کا خیال ہے کہ بعض صاحب تحقیقات
علماء و اقوال اکابر کی سند طلب فرمائے گئے اسلئے مناسب ہے کہ اقوال اکابر ہی اس موقع پر بیان
کر دیئے جائیں تاکہ تصدیق امر حق میں کسی صاحب فہم کو کوئی عذر باقی نہ رہے چنانچہ مولف کتبہ
ہی تحریر فرمایا ہے میں کہہ کوئی خواہ مخواہ روگردانہ نہ ہو تو اسکو ضرور ہے کہ اپنے دعویٰ
کو کسی نص صریح سے ثابت کریں اپنے خیالات و استنباطات پر قناعت فرمایاں کیونکہ یہ مسئلہ امر
اعتقادیات میں سے ہے اور امر اعتقادی کسی استنباط سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ اوس کے لئے
ثبوت قطعی چاہئے اور اونی مرتبہ یہ ہے کہ اہل مذہب ہی کی تصدیق نقل کریں اپنی سورت و کلام تو
بحوالہ انہما استیوہ ہی نہیں بالخصوص کمال میں اگر بعض تو میں ان انشا و جب نصرت اولیاء اللہ
ہو کر داعی ہوتے تو ہم اس مختصر میں انشا اللہ ہرگز بیٹھتے باقی رہا یہ ہر کہ مولف مسئلہ نے انصوح
صریحہ اور نصریات اہل مذہب کے ساتھ اثبات اعمالا ارشاد فرمایا ہے سوہ ارشاد بجا ہے تو بوجہ انشیر
اور ہم انشا اللہ اسی ارشاد کے موافق عمل کریں گے مگر افسوس اسکا ہے کہ مولف مجموع نے ہر دو کلام
بدیات فرماتے اور ہر جو عمل کرنے میں کیوں کو کلمہ کی اور ہر کلام ہر المعروف کرنا اور اپنے نفس کو
جول جانا علماء کی شان کے خلاف ہے رسالہ تنزیہ الرحمن موجود ہے جو چاہے اول سے آخر
تک ملاحظہ فرمایاں نفس صریح قطعی الدلالتہ اسبارہ میں مولف سلسلے نے ایک ہی بیان نہیں فرمائی کہ
کلام مخالف واقع کے اتفاق و التکلیف جناب باری جلت قدرت کو اصطلاح قدرت نہیں اور ارشاد میں
اصدق من الصدقینا کو ثبوت اتلاف ذالی کلام لفظی کے لئے نفس صریح اور قطعی الدلالتہ کتا مولف
تنزیہ جیسا علم تو کیا انشا اللہ اوسے شاگرد فہم ہی ایسی لغویات نہیں کہہ سکتے اب ہی تصریح
اہل مذہب سوا اسکا انکار ہی تو مناسب نہیں اکثر صاحب اس انکار کو شاید لغو اور تعصب ہی خیال
فرمادیں گے البتہ اگر حق جل و علی کو منظور ہے تو حضرت مولف کی استلالات کے جوابات بیان کرنے
کے بعد یہ گمان اس امر کو واضح کر دیا کہ مولف سلسلے تمام رسالہ میں کوئی تصریح اہل مذہب کی جگہ
اثبات دعائیں دیں صریح اور قطعی الدلالتہ کسی نقل نہیں فرمائی بلکہ حقیقہ دلائل و عبارات اپنے اثبات

شتم و شرب و غیرہ افعال میں مراد میں چنانچہ شرح حدیث مذکور میں مرقوم ہے اہل کمال اہل حق
 علی مقابل اسلم کہ لک اہل حق علی مقابل علم اور نیچے خطابی بیضاوی کے قول مذکور پر تحریر فرماتے
 ہیں قولہ تو مستعملون الخ غیورون اہل حق یعنی آئندہ ہو انجانیہ علی الغیر و فعل ما یشتق علیہ قولہ او فاعلا وہو
 معنی شیان کفہر شہر الا یکلمن احد علیہنا ففعل فوق ہل ایچا بلینا جب حدیث مذکور آیات قرآنی
 و حدیث نبوی و اقوال علماء و کلام شہرہ سے زایل اندر معراج ہو چکا تو اب اہل فہم کی خدمت میں
 اتنا اس ہے کہ مجبور شکیکین کا عموم قدرت باری پر آیات مسطورہ سے استدلال کرنا اور ہر فرقہ
 نظامیہ کے ظلم و کذب و غیرہ قبائح کو عموم قدرت سے خارج کر نیکو کر فرما کر اسکا جواب دینا صریح
 اس امر پر وال ہے کہ حضرت اہل سنت اور علماء شریعت ان آیات و آلاء علی العموم کو کذب و ظلم یعنی وضع
 اثباتی فی غیر محلہ اور جمل یعنی خلاف حکمت کے تقدیر پر دلیل ثباتی فرماتے ہیں اور جملہ ممکنات
 کو اس میں شامل کرتے ہیں البتہ فرقہ نظامیہ قبائح کذب و ظلم و غیرہ کو اس عموم سے خارج کرتا ہے
 تو ضرور ہے کہ فرقہ مذکور و اہل کمال اپنی تقدیر و غیرہ سے امور مذکورہ کو خاص ثبوتی کا جواب اگر کوئی
 منہج ان آیات سے کہ جن کو ہم نے اپنے ثبوت مدعایں پیش کیا ہے کذب متنازع فیہ کی تخصیص
 کا دعویٰ کریں تو اول یہ ہی خلاف فرمایا ہو کہ یہ مسابک نفوس مذکورہ میں کس کا ہے اہل سنت
 بحکم اللہ کا یا نظامیہ خدا ہم اللہ تعالیٰ کا دیکھئے اہل سنت تو کس تصریح کے ساتھ کذب کی قدرت
 باری ہونے پر آیات مذکورہ سے استدلال فرما رہے ہیں اور نظامیہ نے جو حدیث پیش کیا تھا
 اس کو امکان ذاتی اور امتناع غیری مراد لیکر دفع کر رہے ہیں جو بالکل جہاری عرض کی
 مطابق ہے واللہ بعد اور یہ سب جانتے ہیں کہ نفوس قرآنیہ کے وہی معنی معجز ہوتے ہیں جو
 سلف صالحین کے مراد ہیں اور عموماً نفوس ایسی جوت قطعی ہیں کہ ایہ جہتہ بن ہی بذریعہ قیاس
 ادھم جزیرہ فرمیں ہی اوسکے عموم کے خلاف نہیں کر سکتے چہ جائیکہ اصول شرعیہ میں اور پھر
 تخصیص ہی کون کریں معتزلہ اور اوسکے اشباع اس تخصیص کے بطلان میں تو انشاء اللہ کوئی باقیہ
 ہی متبادل ہوگا یا بعد جو متکلمین اہل سنت کے نفوس مذکورہ جملہ ممکنات ذاتیہ کی نسبت عام
 و شامل کہنا ہے ضرور ہوں و اتفاق خلاف حکمت و عدالت ہوا مقابل رحمت و صداقت چاہا
 و صواب ہے جو ہر ذریعہ یا عدم داعی امور مذکورہ کو ممتنع الصدور تسلیم فرماتے ہیں علی خدا تعالیٰ

اعتناء بالغیر نکلتا ہے علی ہذا القیاس ملکہ اصول میں جملہ حضرات متکلمین آیتہ ان السلام علیہم
 و آلہم و ان السلام علی علیہم کو حدیث عامہ فرماتے ہیں البتہ آید اہل اہل اوسکی اشغال سے مقلدات
 باری کو مشی باسستنا علی ذہابا ہے مگر اس سے شکار و تخصیص سے کوئی صاحب یہ نہیں کہ
 عام ہے جس میں بلذریعہ قیاس اور بھی تخصیص جاری ہو سکتی ہے کیونکہ اول تو تخصیص قطعی اس
 حکم سے خارج ہے چنانچہ کو سچ میں ارشاد فرمایا ہے فان انحصر اذا کان ہذا معقول فہو فی
 حکم الاستثنا علی ما یافی والیورث مشہد الی آخر ما قال صاحب تلخیص تحریر فرماتے ہیں کہ اسکا
 انحصار ہوا عقل کا ان العام قطعی الباقی لعدم مورث الشہد الخ و سکر اگر خلاف ارشاد
 علماء ہم تسلیم بھی کریں کہ خالق کل شیء وغیرہ عام مخصوص اصطلاحی اور قطعی ہیں تو کوئی تکلف ہی تو
 نہیں جو اسکیل قیاس جاری کر کے تخصیص کیجائے مسائل عقیدہ بین خلاف صحت کسی حکم کی
 تخصیص کیونکہ قبول ہو سکتی ہے اور اس سے بھی قطع نظر نیچے تو غایت مافی الباب یہ ہوگا کہ
 علماء اجتہاد و قیاس کی تخصیص معتبر سمجھتی ہوگی اس حدی کے مابقی تخصیص تو یہ بھی مسموع
 نہیں ہو سکتی اور وہ بھی اس ذات میں کہ علماء متکلمین بالتصریح کذب غیرہ کو آیات مذکورہ
 کی عموم میں داخل فرما رہے ہوں کہ اسر و سیاتی ایسا اس تقریر پر غالباً کوئی صاحب فرماوین تو یہ
 فرماوین کہ حسب آیت مذکورہ اور اوسکی امثال کو جملہ ممکنات پر شامل بلا تخصیص مانا گیا تو فعل الکل پر یہ
 حرکت و انتقال وغیرہ بھی ہو چکے ہونگے قدرت باری ہوگے اور انکا صدق و حقیقت ثابت و ثابت ہے
 نحو ذہابا ممکن بالذات ہونا چاہئے غایت مافی الباب کسی مانع کی وجود یا وافی کے عدم سے امتناع
 بالغیر انکو احق ہو جائیگا حالانکہ یہ جملہ امور اور اوسکی امثال مقتضات ذرات ہیں بدایت شمار ہوتے ہیں
 اسکا جواب اول تو یہ کہ مقتضات یہ بات ثابت کر دی ہے کہ ظلم و ظلم و ظلم یعنی معلوم اور کذب
 اور صابہ قیاس کی نسبت شراح مقاصد فرماتے ہیں فالقدر علیہ التثانی امتناع صدورہ و علیہ لہ الی
 وجود الصادق و عدم الدہامی امکان ممکنات فی نفسہ جس سے کذب کا ممکن فی نفسہ ہونا ثابت ہوتا
 ہے اور علمہ اگر ہم بھی اسکی تصریح فرما رہے ہیں کہ اسکی اوہر اہل و شرع غیرہ امور مذکورہ بالہ نسبت الی
 الباری کے نزدیک محتجج بالذات ہیں تو یہ اسکی جواب دہی کا لوجہ تھا ہمارے ذمہ کیوں نہ کہ اس
 بات ہے اس میں فرق بیان کرنا جیسا ہمارے ذمہ ہے اس سے حکم اور ماحبات اہل سنت کے

انکار سے منع الاستیعاب ایضا و عقلی استحقاق الالہی لا یشترط العلم بالقدرة
 علیہ علی القول باوکل القولین فی التشریع بعد جواز القول بالیقین بنوعیہ الاستیعاب ایضا و عقلی
 و انصاف عبارت مرقومہ کو بلا حصر فرمائیے اور کہنے کے بعد اسے احتراک میں و مشافہہ و التشریح کے ساتھ ثابت
 ہوتا ہے بلکہ جو اس مدعی کے مخالف ہیں او پیرا الزام مخالف اہل سنت اور وہاں حقیقت مستزاد لگایا
 جاتا ہے اور طرفہ کہ افعال تہیج کا تحت القدرة داخل ہونا عموم قدرت باری کی تو مناسب ہے کہ
 نزدیک ہناری ان صاحبوں کے ارشاد سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مناسب تشریب باری ہی ہے کہ
 افعال مذکورہ کو قدرت باری کہہ کر منع التعمین مانا جائے چنانچہ حق تعالیٰ عین ہی مضمون کسی قدر
 توضیح سے عرض کر چکا ہے سو اب کوئی حیدر ماعقل کا کام ہے کہ جو امر تشریب تمام اہل قدرت کا مدعی
 مناسب ہو اور سکوتر کر کے وہ جانیہ اختیار کرے کہ جو دو سو فتنوں کے مخالف ہو واقعی ایسا عقیدہ
 مستزاد ہی کے مناسب ہے یہ ثابت ہے کہ عقاید مستزاد اس اخیر مانہ بین عقاید اہل سنت
 قرار دینے چاہیں اور جو بچا رہے اہل سنت اسے اپنے پیرائے عقاید مطابق عقاید سلف پر قائم ہوں اور پیر
 مزید یہ جو شکا اہتمام لگایا جاوے والی الہی المشتکی تحریر اور اس کے شرح تقریر تیسیر میں بھی سارے
 کی اخیر عبارت مذکور کی تائید فرمائی ہے نہ وہ ذکر فی السیرہ بطریق الاشارة فی الجملہ ان الشالی نای
 انہ قد لا یفعل قطعا داخل فی التشریع بلکہ فی التحریر والتقریر والیسیر اور علیہ معتمدی شرح
 مختصر الاصول میں قاضی صاحب فرماتے ہیں وقد یقال ان اشتعاق العقل لقیام صارت من التشریع
 لا یفعل الا اعتبارا من عبارت سے تو مثل بعض عبارت سابقہ پر مدام ہو کہ امر قبیح مثل کذب وغیرہ اگرچہ
 بعد عادت و مانع کوئی موجود نہیں ہو سکتی لیکن یہ اشتعاق قدرت و اختیار کے متافی نہیں ہو سکتا
 بعد و مری جبکہ ارشاد فرماتے ہیں ابواب من الاول لا یسلم اشتعاق الظہار المعجزہ علی رید الکتاب
 و الکذب علی المدعی ان اشتعاقا عقلیہ ان کما یخبر بعد من الانہاس من الکلمات و قدرہ شاملہ قاضی صاحب
 کے فکر سے بھی الظہار معجزہ علی رید الکتاب اور کذب کا مقتدر باری اور ممکن بالذات ہونا امر حتمی
 ہے اس سے اس حجت مدام ہوتا ہے کہ وہ اشتعاق غیر ہی کے کہی ہو سکتی تحقیق کی نوبت نہ آئیگی و ہواطلو
 اور ہی مضمون کو صاحب مسلم الثبوت اپنے نہیں میں تحریر فرماتے ہیں مستزاد کے اس استدلال سے
 الاستیعاب اگرچہ قبیح عقل ہو گا تو کذب باری متشع ہو گا و کذب جب متشع ہو گا الظہار معجزہ علی

۹۱
 و الکتاب بھی متشع نہ ہو گا اور اب ثبوت نبوت ہی کی کوئی صورت ہوگی و قدرہ حساب انہا لا یسلم اشتعاق
 الکذب علی المدعی و عقلی و اشتعاق الظہار المعجزہ علی رید الکتاب اشتعاقا عقلیہ انہاس من الکلمات و قدرہ
 شاملہ و لو سلم الاشتعاق فلا یسلم ان اشتعاق العقل لیس مدام اشتعاقا عقلیہ انہاس من الکلمات و قدرہ
 و ہواطلو اولیہ من اشتعاق مدعی اشتعاق العلم بالمدلول و لا یفعل عقلی اشتعاقا عقلیہ انہاس من الکلمات و قدرہ
 صاحب شوق اعتراف انہا لا یفعل اشتعاقا عقلیہ انہاس من الکلمات و قدرہ اشتعاقا عقلیہ انہاس من الکلمات و قدرہ
 کہ مضمون نہ صحت یا غلط ہے بلکہ صاحب مسلم اس مضمون کو موقع جواب مستزاد میں بیان کرتا ہے
 شصت فرماتے ہیں اور مضمون مذکور کے بجائے خود معجزہ ہونے میں ہر کلام نہیں ہو گا و لا یفعل
 مستزاد کی بنا تو فقط اتنی بات پر تھی کہ جب کذب باری متشع نہ ہو گا الظہار معجزہ علی رید الکتاب کہہ کر
 مستزاد ہو گا اور جواب اہل ذہن بالتقریر کذب کو ممکن مقتدر تسلیم کرے ہیں جو کہ امر حتمی کو کہہ
 مشتاق انہا اور جواب ثانی میں جو کہ بعد التسلیم دیا گیا ہے کہ انہا الظہار معجزہ کو متشع عادی کہہا ہے اور
 اشتعاق عادی کا تحقیق بھی ممکن صحیح ہے کوئی امر ادنیٰ عقلیہ کو مانع نہیں ہوتا ہفتہ مخبرات
 و خلاف ہونے میں سبک سب محال مادی میں بلکہ مخبرات و خبرہ کی بنا ہی حرق عادت اور
 غلات مستزاد پر ہے اور اگرچہ مضمون اہل سنت کے مذہب کے خلاف اور اصل سے باطل ہوتا
 تو اصل تو علامہ اہل سنت ایسے باطل امر کو موقع جواب میں کیوں بیان فرماتے اور یہ ایسے بے
 اصل جواب کو صاحب مسلم نے کیوں نقل کیا اور کیا تھا تو ایسے باطل امر کی بالتقریر عقلیہ و توفیر
 بیان فرمائی تھی لا یفعل اشتعاقا عقلیہ انہاس من الکلمات و قدرہ اشتعاقا عقلیہ انہاس من الکلمات و قدرہ
 الواقع کے حکم پر قرار ہے خود مسلم میں چند فقرہ موجود ہے پہلے مضمون کوئی نفسہ طعیت اور
 غلط کہنا صاحب مسلم کی نسبت کہ کوئی مسلم ہو سکتا ہے و یجب بحث حلیف میں فرماتے ہیں
 و اما العموری بان شایعہ البصیرۃ الامر بقول او جملہ الخصال او ات باحتیاج التیقینین مما ہوا لا
 کقولہما احتیاج التیقینین واقع و اما فیہل اشتعاقا عقلیہ انہاس من الکلمات و قدرہ اشتعاقا عقلیہ انہاس من الکلمات و قدرہ
 وال ہے کہ جو کہ طلب حقیقی میں انعمود وقع طلبہ بھی ضروری ہے اس طرح باوجود علم استعمال
 ایسے موقع میں طلب حقیقی البتہ نہیں ہو سکتی اور امر متشعات کی تکلیف ادا و علی طلب حقیقی کی
 نہیں کر سکتا لیکن فقط اتنی بات کہ امور مستزاد کو نظام امر کسی سے طلب کر کے ادا کر سکو اور سپر

محل کریم علی ظاہر میں تکلیف دہی اور مشال اور بنیال بخیرہ کے ساتھ اس کے خطاب کہ تواتر
 عوار و قورع میں کوئی امر مانع نہیں یہ تو ایسا ہو گیا جیسا کوئی لون قہر دینے لگے کہ اس کے مقتضیہ
 موجود ہے سو اس کے لفظ اور کلام کے مقدور ہو گئے ہیں اس کو کلام بہت حاصل اس نزاع کا یہ ہے
 کہ بعض اشاعرہ نے تکلیف بالمتشبع کو ممکن فرمایا ہے لیکن با تردید اور محققین اشاعرہ اس کو
 منع فرماتے ہیں اور دلیل اس کی صاحب سلم نے یہ بیان فرمائی ہے کہ اگر کسی شاعر کو طلب
 کرنا اس پر موقوف ہے کہ اس کے کا تحقق اور وجود اس کے نزدیک تصور ہو اور مستغاث بالخصوص
 مستغاث ذیہ کا تحقق امر علیہ کے نزدیک ہرگز تصور نہیں ہو سکتا تو یہ امر کوئی طلب کسی سے
 کیونکر ہو سکتی ہے اس پر فریق اول نے یہ اعتراض کیا کہ امر اور طلب کے لئے فقط امر کا وجود
 امکان یا آت باقیان التیقین فرمایا کافی ہے جسے مامور بہ کا تصور تحقق ہونا ضروری
 نہیں ہوا اس شبہ کے دفع کرینگے لئے صاحب سلم نے وہ عبارت بیان کی جو احقر اسی نقل
 کر چکا ہے اور خلاصہ دفع یہ ہوا کہ ہمارا نزاع طلب حقیقی میں ہے وہ بدون تصور وجود مامور بہ
 ہرگز واقع نہ ہوگی باقی رہی طلب معوری اس کے لئے تصور مذکور ہم بھی ضروری نہیں کہتے تو اب
 شرط فہم یہ خلاف نزاع لفظی ہو گیا یعنی مستغاث کے بارہ میں طلب حقیقی تو ایسا ہرگز ممکن نہیں
 نہیں ہو سکتی اور طلب معوری کے ہم بھی نہیں وہ تو ایسا ہو گئے جیسا کوئی اجتماع التیقینہ
 واقع کہہ دے اس کے نفس حکم و لفظیہ ضرور ہوا کہ قدرت ہے لیکن اخبار حقیقی تصور نہیں چنانچہ
 مولانا براہ العلوم رحمۃ اللہ علیہ جلد مذکورہ کے بارہ میں فان الاخبار حقیقہ بخیر مجھے در امکان التیقینہ
 یہ صحیح قرار ہے میں اب اس پر حدیث قوی پیدا ہوتا تھا کہ جب امر کو جلا اجتماع التیقینین واقع
 کے تصور قدرت ہوئی تو حکم اس کا میں کو ان جملوں کے حکم پر ضرور پڑتا پڑتا چکا حالانکہ ایسے جملوں
 کو اس کے لئے کوئی حقیقت اور حیلے حکم سے کوئی غرض واقعی تصور نہ ہو مگر نقص وجوب
 کی بات ہے تو اس کے ازالہ کے لئے صاحب سلم نے عبارت مذکورہ و ناقیل باشتاء و لدرک آخر
 کو تمیز کیا و فیما لایحیی ان جملوں کے حکم کو باوجود تصور ہو چکے جو متمنع کہا جاتا ہے اس کی
 وہ دوسری دلیل ہے جہاں وہ دلیل موجود ہوگی حکم مذکور بھی متمنع ہوگا ورنہ نہیں ان وہ دلیل
 یہ ہے کہ جو امر ایسا ہوگا کہ وہ نہ مل و غیث سے منزه ہو اور صدور لغو و کذب کی وہاں کیا بات

نہو بات تو باوجود حصول قدرۃ ایسے جملوں کا حکم متمنع ہو جائیگا اور جو امر قباح مذکورہ سے منزه ہوگا
 بلکہ اس کا صدور ان سے نیز امکان میں ہو وہاں حکم مذکور بھی امکان اصلی بنیال بنیال اس
 ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ تعالیٰ شانہ کو ملتین مذکورین اور ان کے امثال پر قدرت حاصل ہے
 اگر مدارج حکمت و رحمت و غیرہ کی وجہ سے اس کے صدور کی کسی وقت نہ ملے اور اس وجہ سے حکم مذکور
 ممکن و مقدور ہو کر متمنع یا غیر ہو گیا اور باقی امر میں چونکہ یہ مانع موجود نہ تھا اس لئے امکان صرف
 وہاں باقی رہا چنانچہ عرض احقر کی تصدیق مولانا جبر العدم کے ارشاد سے بھی بخوبی ظاہر ہوئی کہ
 والمدرك الآخر من ان التلقين بالالتقدير هو ان التلقين على البدل على ان التلقين
 بالاحوال نقص التلقين على احوال و لمدرك شامل للصورى والواقعى الالهى مختص بتكليف الالهى
 تعالیٰ قدر اور بھی معقول خود مقتضی رحمتہ المدینہ اپنی مشیہ میں بیان فرمایا ہے باوجود
 ان سب باتوں کے کہ ہر بھی کوئی صاحب جہاد یا بدلتی شمعہ کے معنوں میں ان میں کوئی چیز
 اس کے کیا عرض کروں وہ اس پر بھی نہ سمجھے کچھ تو یہ اس سے خدا بھیجے اور ہی فرقہ ظاہر جو احوال
 قیسی کو قدرت قادر مطلق سے نکال کر اس کی قدرت میں نقصان ظاہر کرتا ہے اور زعم خود شل معطر
 اہل علم زمانہ حال اس کو کمال تہذیب خیال کرتا ہے اور جملہ کلام عبارت کہ تہذیب علم و عرض
 ہو چکا ہے اس فرقہ کے بیان میں صاحب موافق اور شارح موافق دوسرے مقام میں یوں
 فرماتے ہیں النظامیہ صاحب ابراہیم بن سید النظام و ہوسن مشیاطین القدرۃ مطلق کتب
 القلا سفة و خلط کلامہم بکلام المحترق قالوا لا یقدر ان یفعل بعبادہ فی الدنیا ما لا یفعلہم فی
 ولا یقدر ان یرید فی الاخرۃ اوان یتقص من توایث عقاب لایل الحمتہ وان ردو جموع ان انہ
 تعالیٰ من الشرور والقبائح لا یكون الا یسلب قدرہ علیہا فہم فی ذلک کمن یریب من المطر ان
 الیہ اب انہی انما ظنن بالانصاف لما خلفہ فرماوین کہ تہذیب جناب باری عز اسمہ کو عدم مقدور
 احوال قیسی موقوف کرنا حسب تصریحات علماء و زوارہ کے بڑے بہانے نظام شیطان قدری اور
 اس کی اتباع کا تہذیب ہم پر باوجود استدلال تصریحات کے اس کو حضرت اہل سنت کا مذہب قرار دینا
 اور اس کے شکرین کو زوارہ کا لقب عطا کرنا اہل علم سے کیا عرض کروں کہ کس قدر عجیب و مستبعد ہے
 کلام مذکور سے یہی ہی مفہوم ہوتا ہے کہ اہل سنت کے نزدیک احوال قیسی مقدور باری تعالیٰ ہیں

اور جو حکمت و عجز و انکار کا تحقق محال ہو اور لیکن بحث عقاب میں صاحب ہوا تھا اور شارح ہوا تھا
 ارشاد کرتے ہیں واما العقاب فقیر بخلاف الاول اور یہی مع العجز اور انھوں نے عقاب صاحب الکبیرہ
 اور ان کے ملاوینہ و کم ہونے والے انھیں المذنبین میں اولیٰ الذل و العالیٰ اور عبد العقاب علی الباری و غیرہ
 ای بالعقاب علیہا لکن لم یعاقب علی الکبیرہ و عقابہم الخلف فی وجوبہ و الذنب فی خبر و دہ محال
 و الجواب قائلینہ فوج العقاب طین وجوب الذی انکاسانیہ اولاً مستحبہ لی ان عدم الوجوب مع
 الوجوب الیستلزم خلقاً و لا کذباً لا یقال انہیستلزم جواز ہوا و ایضا محال الا ان نقول استحالہ موجود
 لیقت و ہا من المکملات التي تملأ قدرہ الخالی انہی دیکھے صاحب وقت اشارہ اور شارح موافقت
 ایسی تصریح و معاصر کے ساتھ خلقت اور کذب کو ممکن اور مقدور باری یا رب العالمین و شارح طالع صغیر
 میں مرقوم ہے و قل النظام ان الخالق لا یقدر علی خلق الخلق لان فعل الخلق محال و الخالق غیر مقدور
 و ان الخلق فعل الخلق محال فلا یبدل علی فعل الفاعل و حاجۃ و ہا محال ان علی البدن الخالی و المودی الی
 الخال محال و ہا ان الخال غیر مقدور فلان المعاد و ہا الذی یصح ایجادہ و لا یکسب مدعی وجودہ
 و المستلزم لیس الیحدہ وجودہ و ہا ان لا یصح بانسبہ الی البدن الخالی فان سلم ان الخلق قبیح مطلقاً لکن
 المانع من خلقه تحقق لان القدرة زایلہ لان الخلق خبیثہ لیکون محالاً لغيره و الخال غیر ممکن لذاتہ
 محدودہ مقدوراً لاشیائی کو نہ محالاً لغيره اور نظام کی اس دلیل کا جواب بعینہ ہی طالع ردی میں
 مرقوم ہے جواب ان الخلق بانسبہ الی الذات بالکمال و ہا ان سلم ان الخلق قبیح مطلقاً و بانسبہ
 الی الصفات المانع من محدودہ منہ تعالیٰ و ہوا عام الدائمۃ و الارادۃ الی محدودہ فاحسن لان القدرة
 علی زایلہ ہو قادر علی الخلق لانہ لم یصدر منہ احد من الوجود و لا منہ لیس بالقادر علی الخلق
 ہر دو شارح کے کلام سے صراحت معلوم ہوتا ہے کہ افعال خبیثہ کا مقدور باری تعالیٰ ہو کر وجہ ابتداء بال غیر
 منتفع استحقاق ہونا انھیں اہل سنت کا مسلک ہے اور افعال مذکورہ کو قدرت قدیرہ سے خلق
 ہونا و نظامیہ منتزکہ کا مذہب ہے اور مستشرقین و جدیدہ عقیداتی میں کہتے ہیں و کلامی تعالیٰ
 صادق الازلہ کذب صبیح الخیر علی البدن الخالی لانہ حکیم الخلیف الیحدہ من الخلق یہ نظام اسرار ہا ہے
 کہ افعال کذب کی وجہ منت باری ہے اس استماع کی بنا پر کہ مقدور ہے ہرگز نہیں اور بد امر الی علم
 کہ نزدیک ظاہر ہے کہ ایسے افعال کو بال غیر کہتے ہیں بالذات کر لی نہیں کہتا مگر ہرگز اور طالع ردی

شہوت عموم قدرت باری تعالیٰ میں ممکنات کے لئے جو کلام اہل سنت نے لغو میں قرآنی سے
 استدلال کیا ہے اس پر سخت تردید کرتے ہیں کہ جہاں سنت کے نزدیک کذب غیرہ قبائح و عقوبت
 باری ہیں تو کلام ایسی اور کلام رسول میں امکان کذب اور احتمال نہیں رہی ہو سکتا ہے اور
 باوجود احتمال کذب کوئی حکم کلام الہی سے مل جاتا یقیناً کیونکہ قابل قبول ہو سکتا ہے تو بالابتداء
 خالق کل شیء اور اسکی امثال سے عموم قدرت پر اہل سنت کا امتثال پیش کرنا ہرگز درست
 نہ ہو گا کیونکہ وجہ مقدورہ کذب بل لغو میں جب احتمال نہیں کذب موجود ہے تو لغو میں کو نہ
 والد علی عموم القدرۃ میں بھی احتمال کذب مقصور مسلم ہوگا و انما جاز الاحتمال بطلان الاستدلال ای شیء
 جواب علماء اعلام یہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم بیشک کذب اور دیگر قبائح کوئی نفس ممکن و مقدور تسلیم
 کرتے ہیں مگر وجہ معلومہ بالبدانہ ان شہاد کے وجود کو یقیناً منتفی اور محال بال غیر کہتے ہیں اور
 یہ امر سب عقلاً روشن ہے کہ جیسا وجہ شائع ذاتی کسی چیز کا عدم تحقق یقینی ہوتا ہے ایسے ہی وجہ
 استحالة بال غیر اس کے وجود اور تحقق کو منتفی الوقوع کہا جاتا ہے جواب کذب غیرہ قبائح کا امکان ذاتی
 ہو ہو حق امتناع مذکور اس کے تحقق و فعلیہ کا ذاتی احتمال بھی پیدا نہیں کر سکتا جو کوئی متوسل مقصور
 مذکورہ کی دلیل قاطع ہونے میں متامل ہو سو اہل عقل کے نزدیک جواب مطلوب بالبدانہ اس امر پر
 شاہد ہے کہ حضرات اہل حق کے نزدیک کذب مقدور ممکن بالذات اور منتفع بال غیر ہے ورنہ ہر حال
 درست ہو سکتا ہے نہ یہ جواب چنانچہ علامہ شریع مقاصد میں اس مضمون کو تحریر فرما رہے ہیں فان
 قيل التمسک بالکتاب و السنۃ یؤقت علی العلم بالصدق کلام البدن الخالی و کلام الرسول علیہ السلام
 و لا السجود و ہذا لا یشاقی مع القول بانہ خالق کل شیء حتی الشیء و الخلق و الخلق من الخلق
 و انہ لیس و الذنب العجز علی خلاف کذب و نحو ذلک مما یقتضی فی وجوب صدق کلامہ و موت
 النبوة و لان العجزات قلنا العلم بانسبہ انک القوا و ان کانت ممکنہ فی انفسہا من العاویات
 المحذورہ بالقرینات الی آخر ما حال ارباب فہم نظر الصفات ملاحظہ فرمایوں کہ عبارت مرقومہ امکان عقوبت
 کذب غیرہ پر کس صراحت کے ساتھ دل سے کہنے کے چار بحث حسن قبیح میں صاحب موافقت اشارہ فرماتے
 ہیں الرابع لو لم یصح منہ الذنب اظہار العجزۃ عند الکاذب لکن عیبت النبوة قلنا ما یکن الشیء یقتضی
 بحدوثہ و قد کسیرا عاویات اس عبارت سے بھی کذب اور اظہار عجزہ علی الذنب کاذب کا مقدور ہوا

ہرگز متبع بالغیر ہونا لازم ہے اسی جواب کی سنت کی توضیح شرح موافقت اس طرح بیان فرماتے ہیں
 و الجواب ان الامکان العقلی لا یشائی الخیر بعد الوقوع احد کما سائر الامور انما یشائی احد اسی شبہ کے
 جواب میں شیخ موافقت میں مانتے و شارح فرمایا ہے کہ اس جواب میں حدیث الامکان الکذب منہ لغالی
 عندنا لیس ہو چکا عقلی حتی بلزم من انتفاء محذور ان لا یعلم انتفاء منہ او محذور ان یكون له حد آخر
 وقد تقدم بذا فی مباحث کون لغالی مشکلا و لا لا العجزة علی صدق البطلان ما رت فلا یمتنع علی
 انتفاء الکذب کما فی سائر العلوم العاویۃ التي لیست اقناعیہا مستغنی عن خیرم بصدق من تشریح
 العجزة علی ردہ من ان کذب ممکن فی نفسہ لا یلزم بقیاس و سیاتی اس عبارت میں بھی کذب
 کی انتفاء بالغیر کی جانب اشارہ ہے اور ظہور معجزہ علی بدالکاذب کے امکان کی تصریح اور ظہور
 معجزہ علی بدالکاذب اور ظہور کذب کا حسب تصریحات علماء اہل حق و حقیقت تشریح کی گئی ہے
 حال ہے آگے چل کر و شرح موافقت میں اس طائفہ کا ذکر کیا ہے کہ ظہور معجزہ کو وال علی
 التصدیق نہیں ہاں آگے اور آگے نوکر میں آئندہ اعتراض فوقہ مذکور کی جانب سے ایسے پیش کئے
 گئے ہوں کہ ظہور معجزہ کی وال علی التصدیق ہونے میں قانع ہوں چلاؤ گئے ایک شبہ یہ بھی ہے
 الخامس انه لا یلزم من التصدیق المدایہ صدق الادوا علم استحالة الکذب علی المدعی لغالی پھر ان
 سبب اعتراضات و جوابات کمالی یہ دیا ہے الجواب الاحتمالی بانہ زمانہ غیر مرتبہ اسی زمانہ مراد اس میں ان
 التقریرات العقلیۃ لا یشائی العلم العادی کما فی الحسرات انہی یہ عبارات بھی بالانصریح اسی امر کو
 ثبت ہے کہ کذب مذکور علی العقل کو جائز و ممکن ہے مگر ادو وجود سے اسکا انتفاء عارض ہو سکتا
 ہے بالجملہ یہ مسئلہ اہل سنت کے نزدیک ایسا محقق و مصرح ہے ادا اکثر کتب علم کلام و اصول
 میں موجود ہے کہ اہل انصاف سے ہرگز انکار نہیں ہو سکتا مگر ایک کمالی علم سے سخت تعجب
 و حیرت ہے کہ ایسی تصریحات حیرت و شہورہ کے کسی خدا شناس کی وجہ سے روکن والی کر دینا ہے
 اہل حق کو عقاید و مدارے میں داخل و باورین اور کلمہ کہ لا فرق معتزلہ کے یہ عقیدہ ہے کہ اسکو طریقہ
 حق تصور فرمایا یہاں لایعنی الادب بقدر رہبانان کتب مشکوٰۃ کی پہلے عرض کی ہیں ان
 انصاف کے اطمینان کے لئے انشاء اللہ بیعت کچھ میں زیادہ کی ضرورت نہیں و ردہ ہم اور
 تصریحات و اشارات بھی انکے موافق نقل کر سکتے ہیں لیکن جن صاحبوں کو وجہ تعصب صاحبان

اس مسئلہ کا انکار کرتا ہے غرض و اسلی اور غرض و نظریہ ہے اس کے لئے تیرے سند میں کمالی ہو سکتی ہیں
 انکے اعتدات متعاضد سوا یوں کو ہم بھی مخاطب بنانا نہیں چاہتے ان سے کچھ امید
 نہ کوئی شکایت بلکہ کیا عجیب ہے جو ایسے لوگ بنائے اسکے کہ امر حق کو تسلیم فرماویں اور اولاد لئے
 ہرگز ہی بلوم بنائیکو تیار ہو چھین اور فرماویں کہ بیٹے تو فقط یہی ہوا تھا کہ کذب مذکور کی امکان
 کو تسلیم کر لیا گیا تھا اب اس پر یہ طرہ ہوا کہ کذب کے ساتھ ظلم یعنی فسادات عدل اور سخت معنی فساد
 حکمت اور حیث کے امکان کو بھی حق مان لیا گیا سوا سوا سب سے ایسے حضرات کو موقع بہتان
 بندی اور اختراہ و درسی اور بھی زیادہ ہاتھ آئے گا اور حقد زبانی و دلازی ہو چکی ہے کیا عجیب
 جو اس سے بدلہ نہ دے ایک اب نو بیہ آئے سوا ایسے صاحب جو چاہیں موافق نہ کرے یا دوسرے
 کہ بہتان بند بنکا مال چاہا نہیں اول تو پہلے جو کچھ عرض کیا ہے اصول شیخ کے موافق
 اور تصریحات علماء معتزلہ کے مطابق عرض کیا ہے تو اس بہتان کی نوبت بہت دور ملک
 و تحسینی آدمی کو جس امر کے فہم کی لیاقت ہو اس میں دخل دینا اور علماء معتزلہ کا تحفظ
 کرنا اور وہ بھی عقاید جیسے ہتم با نشان علم میں سراسر بدیہی اور کوتاہ اندیشی ہے دوسری یہ بات
 کہ جہنی تو چند ان دشوار نہیں بالخصوص اہل علم اور باہران عقول کو کہ قدرت علی انتفاء
 اور صدور قیاس میں فرق علی ہے اول کمال ہے اور ثانی نقصان چنانچہ مذکور عرض ہو چکا
 ہے وہ نہ چاہئے کہ افسوس بلکہ بظاہر معلوم ہے مومنین بلکہ انبیاء و مرسلین کے وجود عام قدرت علی
 الذل و البطلان و اشرف ہو جائیں اور انکے البطلان و غیبتہ میں کوئی مائل متال نہیں
 ہو سکتا اور جن صاحبوں کو اتنی بات کے سمجھنے کا بھی فہم ہو اذ کو محض اقوال اکابر کی تقلید
 ضروری ہے انکے فہم میں آئے یا نہ آئے جزئیات فقہ میں جب ہم اپنی رائے بر کار بند نہیں
 ہو سکتے تو عقاید کلامیہ میں ہر قسم بغیر فہم کی رائے کب قابل تسلیم ہو سکتی ہے ملاب قبر و ولادت
 رحال و کل صراط وغیرہ اور غریبہ میں جو ظاہر بیچوں اور کوتاہ اندیشوں کو شبہات پیش آئے
 یا مسئلہ تقدیر وغیرہ میں جو اشروں کو اعتراضات سوچے تو کیا یہ شبہات عقلی کسی درجہ میں خیر ہو سکتے
 ہیں اور اذن اعتراضات کو جو سے کیا ان امور کا انکار کسی مرتبہ میں مقبول ہو سکتا ہے ہرگز
 نہیں ہرگز انہیں جو صاحب یدریدہ فہم خدا و اہل حق و حقیقت کو بھی دیکھ سکتے ہیں تو جان لالہ

وہ حکم شرعی ہے کہ اگر وہ شہادت تقلید پر لا عمل پیر ہو اور اسے مذکورہ کلمہ شہادہ میں
 جو کہ کلمہ میں آئینہ یا آئینہ میں کی خبر نظر میں آتی ہاں اتنی بات لائق گزارش اور
 ہائی سکا اس کس میں خلافت سے مستعد عبارت جیت سے قدرتی کذب میں پیش کی ہوتی ہے
 اکثر تو وہ ہیں کہ جو یا تخصیص سے مستعد کذب کے اثبات کے لئے نفس میں یا ہمت سے نفس میں ہیں
 اور بعض عبارت ایسی بھی ہیں جن سے مطلقاً افعال قبیحہ یا سوائے کذب کسی اور امر سے کلام مقصود
 ہوتا ثابت ہوتا ہے مگر اہل کفر خوب جانتے ہیں کہ جملہ افعال قبیحہ کذب ہوں یا کچھ اور سب
 قرآنی میں متساوی الاقدار ہیں خلافت حکمت ہو یا صداقت مخالفت جہت ہو یا عدالت
 سب کا حال بوجہ مرض قبیح کیساں ہوگا اس لئے بعض کی یہ قدرتی سے کل کی یہ قدرتی اور
 ایک کی عدم مقدوریت سے سب کی عدم مقدوریت مانتی ہے یہی تو اب بظن فہم جو کوئی عدم مقدوریت
 کذب کا قائل ہوگا اور مسکون میں کذب لا محاسب عدم مقدوریت خلافت عدل یعنی تقدیر طالع اور
 حکمت کا قائل ہوتا بھی لازم ہوگا فلاں ہے کہ جب کذب کلام لفظی کو بوجہ قبیح معلوم غیر
 مقدور کہنا یا کلام مقدور و قبیح طالع وغیرہ کو بوجہ مخالفت صدق و عدل و حکمت کہنا کتب سے
 غیر مقدور کہنا یا کلام مقدور و قبیح طالع وغیرہ کو بوجہ مخالفت صدق و عدل و حکمت کہنا کتب سے
 صدق یعنی کذب کو بھی مقدور کہنا ضروری ہوگا تو اب وہ عبارت کہ جن سے افعال قبیحہ کا
 مطلقاً یا کسی خاص فعل قبیح کا مقدور ہونا ثابت ہے وہ عبارت سے مستعد کذب متعارف نہیں
 بھی دلیل کافی اور جہت کافی بھی ہائیگی کما راہ میں ایک عبارت محقق و دانی جملہ صدق ہو کہ
 خلافت حکمت کے مقدوریت پر وال یا تصحیح ہے اور ایک عبارت تفسیر کی جو کہ افعال قبیحہ کے مقدور
 اور نسبت الی الباری غیر قبیح ہونے پر وال ہے عرض کے دیتا ہوں سبکی وجہ سے اہل فہم
 حسب بیان سابق کذب متعارف قیہ کا حکم کتب کچھ ہائیگی محقق و دانی جملہ صدق ہو کہ
 شی کہ سب میں فرماتے ہیں ان الواجب را عبارة عما سبق تارك الذم لما قال بعض المحققين
 انما تترك العمل بالحکمة كما قال بعض ائمة ائمة الله تعالى على فساد البطلان لا تترك فان كان ترك
 بانه انما استلزم بعض العرفية والتكليفية كما يشعر بلباس الايات والا حاديفت شل قوله تعالى ثم
 ان علينا احسانهم قوله عليه السلام ما لي يا من الله تعالى مبادي الى حرمت النظام على النفس والاعلى

باطل لانه تعالى المالك على الاطلاق والاعتصاف في ملكه كيف يشاء فلا وجوب اليه الزام اصلا على من
 من افعال بل هو محمود في كل افعال وكذا الثاني لانه علم جلاله ان جميع افعال الحسن والحكم والمصلح
 لا يوجب عليه ان يفعل قبيح على الاثر اعم رعايته الحکمة والمصلحة لا يجب عليه ان يفعل قبيح على الاثر اعم
 يستلزم وكذا الثالث لانه ان قيل بالاحتياج صدور خلافت من الله تعالى فهو في الصحيح في امر قبيح
 من افعال الحکمة وان لم يخل به فليس معنى الوجوب اذ جيت ذلک جمل ان الله تعالى لا يترك على طريق
 جری العادة وذلک ليس من الوجوب بل شئ بل يكون الاطلاق الوجوب مجرد العظمى انتہی اس عبارت
 میں جملہ رعایت الحکمة والمصلحة لا يجب عليه ان يفعل قبيح على الاثر اعم رعايته الحکمة والمصلحة لا يجب عليه ان يفعل قبيح
 سے مقدوریت کذب و عدم وجوب صدق بھی لازم آتا ہے اور جملہ دلالت کتب کی ملک کتب ایشا فلا یوجب
 الی الزام اصلا وغیرہ سے مقدوریت جملہ افعال مفہوم ہوتی ہے حسن ہوں یا قبیح ہو یا مطلوب قبیح
 لیس من المالا الخلق والامر بیک الحکمة والمصلحة لا یوجب من المالا الخلق والامر بیک الحکمة والمصلحة لا یوجب
 تصحیح لا یوجب تصحیح بوجہ ما یلزم ان الحسن لا یوجب تصحیح بوجہ ما یلزم ان الحسن لا یوجب تصحیح بوجہ ما یلزم ان الحسن لا یوجب تصحیح
 یفید ان الله تعالى ان یامر بما شاکرک شاکر ولو کان التصحیح بوجہ ما یلزم ان الحسن لا یوجب تصحیح بوجہ ما یلزم ان الحسن لا یوجب تصحیح
 الا بما حصل منه ذلک ذلک الوجوب والامر بیک الحکمة والمصلحة لا یوجب تصحیح بوجہ ما یلزم ان الحسن لا یوجب تصحیح بوجہ ما یلزم ان الحسن لا یوجب تصحیح
 وراہ میں ان الایة تقضی بیک الحکمة والمصلحة لا یوجب تصحیح بوجہ ما یلزم ان الحسن لا یوجب تصحیح بوجہ ما یلزم ان الحسن لا یوجب تصحیح
 فعل حسن کا نہیں غنہ کر دینا قدرت باری تعالیٰ میں داخل ہے کیونکہ اس میں دو قبیح کو ذات ایزد
 متعال سے حسب ارشاد و امام تغلیب نہیں بہت سے بہت یہ قبیح لاحق ہوگا تو کلام لفظی مخلوق کو
 لاحق ہوگا اسی پر عمل خبریہ کے حسن و قبح اور دیگر افعال کے حسن و قبح کو قیاس فرمایا ہے اب ان
 تقریحات علماء کے بعد عرض ہے کہ واقعی متعارف خلافت کل اتنی بات تھی کہ افعال قبیحہ کا عدم
 صدور و عدم وقوع ذات القدس سے متفق علیہ فریقین ہے وہ قدرت میں ہی داخل ہیں
 یا نہیں سو جب احوال اکابر سے بالیدہ معلوم ہو گیا کہ اہل سنت کے نزدیک افعال مذکورہ قائل
 قدرت ہو کر بوجہ حکمت وغیرہ متعارف صدور ہو گئے ہیں اور فرقہ نظامیہ کے عقیدہ میں حق تعالیٰ
 شاید کا سہرا اسی امر میں ہے کہ قبلی معلوم ہو کہ قدرت قدیم سے طالع اور متعارف بالذات مانا گیا
 چنانچہ شرح مواقف وغیرہ کتب کے وارے سے مستفون معروض ہو چکا ہے تو اب مجدداً صدر فرما

اعلان ہو گیا ہے کہ قدرت افعال قہر کذب عقلی وغیرہ کو فی عبادات مقدہ را اور بوجہ صفات و کمال
 اور جو ممتنع الصدق کہ ثابت ہو سراسر موافق اہل سنت اور تابع لغویہ شرعیہ ہے اور جو کمال
 اور بوجہ کمال کو غیر مقدہ را اور انکار قائل مطلق سے خارج فرما رہے ہیں وروئے القضاہ فرقہ نظام کے
 ہم صغیر میں رہتے ہیں اور اس غولی پر جو تعین سنت پر مزواریہ ہو چکا فتویٰ جاری کیا جاتا ہے
 اس پر کسی کا کیا علاج اگر تلبا کا بر اہل سنت خدا نخواستہ مزواریہ ہی ہے تو یہ لقب اب محکوم ہی ہوا
 نہیں جو معلوم ہوتا ہے اسرار حضرت امام شافعی رحمہ اللہ علیہ ہم بھی اہل سنت کہتے ہیں شجر
 ان کا ان سر اعلیٰ رفضانہ فاشی ارفض العبادہ اہل اصول وادواء کمال شیعہ کے تسنن سے تو انکار ہے
 ان صفات کا مزواریہ ہونا بھی انھیں چھوڑ کر صرف شہرہ و زور بازو است و تا ان حدال شیخ
 زکب جرم را ۱۱ اب انھوں نے شریعت اور افعال کا ایک جگہ محکوم کر دیا کسی اصلاح کی حاجت نہیں
 صاحب ستر پیشہ انہیں وہ امر و من سے اثبات نہ کیا اور شاکہ کیا تھا سو محمد اللہ دونوں امر و من سے
 متعین حضرت مولانا شہید غولی ثابت ہو گیا لیکن بعض جہہ سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ
 ایک وہ استدلال عقلی بھی ثبوت مدعا سے مذکور کے لئے بیان کر دیا جائے سوا اول استدلال تو
 وہی ہے جو حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ علیہ علی ابائہ الکرام نے بیان فرمایا ہے جس کا
 ترجمہ و بیانیہ میں تقریبی عرض کر چکا ہے جیسا کہ تصدو امر و من اول امر یہ ہے کہ اکثر افراد انسان
 قضاہ و مطالبہ کو مستعد کر کے مخاطب ہیں پر القاء کر سکتے ہیں اور اس امر پر قادر ہیں سوا کمال مذکورہ کے
 مقدہ انزال پر حضرت ذوالجلال کو بھی قادر بنا جائے تو قہار و قادر مطلق کی قدرت سے مدد
 اگر کی قدرت کو زاید آتا ہے چنانچہ ہوا اظہر بالبدان ہے چنانچہ عبارتہ قومہ بالامین ارشاد فرماتے
 ان چہ عقد قضیہ حق مطالبہ اللہ ارفع والقہی ان بر ملا کہ دنیا و خیر از قدرت الہیہ حیثیت والا
 لزم آید قدرت الہیہ انی از قدرت ربانی باشد چہ عقد قضیہ غیر مطالبہ اللہ ارفع والقہی ان
 پر مخاطب ہیں و قدرت اکثر افراد انسانی است کذب مذکور اسے سنائی حکمت اوست پس مستح
 ان فیہ است اہل علم امر یہ ہے کہ کمال ادعیٰ اسی میں ہے کہ باوجود قدرت علی الذل و الجور
 تنہا اپنے اختیار سے اس کو ترک کر دیا جاسے اور اگر محمد و محمود جو کسی امر قبیح کو ترک کر دیا
 تو اس میں کہ غلیظین خلقتی بان جو قہر و شکایت ثابت ہو یا یہ کہ بقول شیخ اگر کہتے تو خدا دوست

شیخ ورنہ آخر میں مجاہد ہی عدم کذب کی وجہ سے ممدوح ہونے چاہئیں وہو ظاہر البطلان چنانچہ
 آگے ارشاد فرماتے ہیں و لہذا ہم کذب را کمال است حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ اور اہل شان
 بان موجہ یکندہ بخلات اخریں و بناو کہ ایشان را کسی ایک کذب موجہ یکندہ و ظاہر است کہ صفت
 کمال میں است کہ شخصے قدرت پر حکم بکلام کا ذب میدارد و بنا بر رعایت مصلحت و مقتضائے
 حکمت تنہا از شوب کذب حکم بکلام کا ذب مینماید ہاں شخص ممدوح ہو کہ وہ سب کتب کذب
 و انصاف بکمال صدق بخلات کسیک لسان او با وف شدہ باشد و حکم بکلام کا ذب نہ تو اندر و یا
 قوت متفکرہ او قائم شدہ باشد کہ عقد قضیہ غیر مطالبہ اللہ ارفع والقہی ان کہتے ہیں آخر کلام الشراف
 اور استدلال بیان فرمودہ حضرت مولانا شہید الیاس بدینی ہے کہ بجز مستعد بہ اور تنہا کمال
 غیر ممتنع انشاء اللہ اسکا مشرک نہ ہو گا چنانچہ اسکے متعلق اظہر بایں حقیر بھی اور زیادہ عرض
 کر چکا اس سے استدلال مذکور کی غولی بخوبی معلوم ہو چکا لیکن دوسرے استدلال عقلی و عریض
 جو مقدمات مذکورہ بالا سے اہل فہم خود انشاء اللہ عقلی سمجھ گئے ہونگے تو شیخ اسکی یہ ہے کہ
 صدق ہو کہ نہ عین ذات واجب ہے نہ صفات حقیقہ و آئینہ عین داخل ہے تو حکم مقدمہ اولی
 ثبوت مطلق لذات الواجب ایجاد ذاتی کے موازنہ میں داخل ہو گا اور سب صدق ہو اور
 انھیں انھیں ذاتی میں شمار ہو سکے گا تو اب الواجب صدق اور الواجب لیس ایسا ہی ہر دو حقینہ
 قضایا سے ممکن ہیں مدعو ہونگے یہ دوسرا امر یہ ہے کہ الواجب مساوی کو بوجہ عرض ضرورہ واجب
 یا غیرہ اور الواجب لیس ایسا ہی کو بوجہ عرض استماع ممتنع یا غیرہ ضرور ہو گا و ہوا مطلوب
 علاوہ انہیں صدق و کذب کلام عقلی حقیقہ میں کلام عقلی کے اوصاف ہیں اور کلام عقلی مخلوق
 و مساوی ہے چنانچہ مقدمہ سو یکم ششم میں معروض ہو چکا ہے اور اصل مخلوقات اور ادن کے
 اوصاف قبیح ہوں یا حسن بالبدانہ مقدمہ بارہم میں جس سے صدق و کذب کلام عقلی کا مقدمہ
 ہونا ضرور ہوتا ہے باقی مشکل کو کسی کلام کے حکم کے سبب صدق کا ذب کہنا اور ممتنع بالصدق
 و کذب سمجھنا اہل فہم کے نزدیک انصاف انسانی بلکہ انسانی و انصاف مذکور کو حقیقی اور
 ذاتی کہتا تو وہ یہ نہ کہ کلام معلوم ہوتا ہے کیونکہ اول تو صدق و کذب خود کلام کے اوصاف
 قاضیہ میں نہیں بلکہ کلام کے اوصاف قاضیہ میں ہو گیا داخل ہونے سبب جاتے ہیں کہ بوجہ مطالبہ ارفع

ختم شد

محفوظات شاهي کتب خانہ دیوبند

[illegible]